سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سو واقعات پر خوبصورت کتاب

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے سو (۱۰۰) واقعات



تالیف:
قاری گلزار احمد مدنی



اسلام بک ڈپو
042-37112941

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے 100 سو واقعات پر مشتمل خوبصورت کتاب

حضرت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

سیدنا امام حسن

کے 100 سو واقعات

ترتیب جدید واضافہ

قاری گلزار احمد مدنی

مصنف کتب کثیرہ عملیات تعویذات طلسمات اعداد و روحانیات

اسلام بک ڈپو
۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37112941

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے سو واقعات 100

مرتب قاری گلزار احمد مدنی

بار اول	مارچ 2014ء
پرنٹرز	آصف صدیق پرنٹرز
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد: Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo com

پروگریسو بکس
6- یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

شوروم ملت پبلی کیشنز دکان نمبر 5- مدینہ ... اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

اسلام بک ڈپو 12- گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

فہرست مضامین

میری عرض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اما بعد

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت اور مبارک نام سے آغاز کرتا ہوں جو بلا شبہ بہت ہی زیادہ مہربان اور رحم والا ہے۔ ہمارے پیارے رسول خاتم النبیین، شفیع المذنبین، تاجدار انبیاء، افضل البشر، محسن کائنات، خاتم المرسلین، آقائے دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں، کروڑوں درود نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن پر بھی لاکھوں کروڑوں سلام۔

حضرت ابن سعد نے حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا بچپن تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی زبانِ مبارک نکالتے اور حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ زبان کی سرخی دیکھ کر بہت ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔

محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز محبوب ہوتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو تکریم اور تعظیم حاصل ہے ظاہر ہے اس کی وجہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے

نسبت آپ ﷺ کی زیارت کے شرف اور آپ ﷺ کی صحبت کے فیض کی بنا پر ہے اور اس پر امت کا اتفاق ہے کہ امت میں سے کوئی شخص زہد و عبادت اور تقویٰ وطہارت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ جبکہ اہل بیت کرام تو آنحضور ﷺ کے جگر کے ٹکڑے ہیں قرابت کی یہ نسبت تمام نسبتوں پر غالب ہے اور وہ فضیلت و اعزاز ایک ایسی خداداد نعمت ہے جس میں اہل بیت عظام کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (سورۂ احزاب: آیت ۳۳)

"یعنی اے اہل بیتِ محمد! تم سے وہ برائی اور فحش باتوں کو لے جانے کا ارادہ کرتا ہے کہ اس میل سے تمہیں پاکیزگی عطا کرے جو اللہ کے نافرمانوں میں ہوتی ہے۔"

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی میں تقریباً ۲۵ مرتبہ پیدل حج کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو بہت پرتاثیر ہوا کرتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت پروقار انداز میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ درگزر کرنے کی خوبی انہیں اپنے ورثہ میں ملی تھی۔ زندگی بردباری کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی میں صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنے دیا۔ مروان نے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ تنگ کیا اور گالیاں وغیرہ بکیں نیز آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدتمیزی کا بھی مظاہرہ کیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو جنازے کے دوران اُس سیاہ بخت نے رونا شروع کر دیا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ جب میرے

بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ زندہ تھے تو آپ انہیں بہت زیادہ تنگ کیا کرتے تھے اب کیوں رو رہے ہو تو اس نے جواب میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پہاڑ سے بھی زیادہ بردبار اور حوصلہ مند شخص پایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے۔ انصارِ مدینہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف بہت زیادہ ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدن کچھ نہیں تو انہوں نے اپنا مال و اسباب جمع کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی کاوشوں اور نظرِ کرم سے ہمیں ہدایت نصیب ہوئی' ہم دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات زیادہ ہیں لیکن آمدی کچھ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانب سے یہ مال ہدیۃً قبول فرمالیں۔ جس وقت انصار یہ بات کر رہے تھے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل ہوئی:

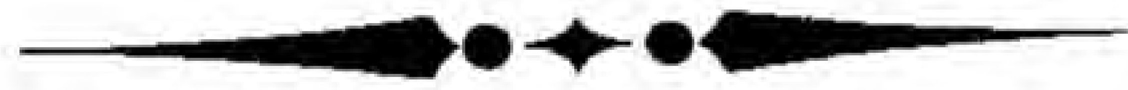
''(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ میں اس دعوتِ حق پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بجز اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یوں گلہائے عقیدت پیش فرماتے ہیں ۔

وہ حسن مجتبیٰ' سید الاسخیاء
راکب دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اوجِ مہرِ ھدیٰ' موج بحرِ ندیٰ
روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

ہمارے پیش نظر کتاب ''حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے سو (۱۰۰) واقعات'' کی ترتیب کا مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے پڑھنے والے قارئین کرام کو اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بزرگوں کے حالات و واقعات سے روشناس کرائیں تاکہ وہ ان کی تعلیمات پر صحیح طور پر عمل پیرا ہوسکیں اور اپنی زندگیوں کو اسلام کے صحیح اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔ نیز میری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میرے تمام کردہ اور ناکردہ گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے روزِ محشر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

قاری گلزار احمد مدنی



منقبت شانِ پنجتن پاک

میں تو پنجتن کا غلام ہوں
میں مرید خیرالانام ﷺ ہوں

مجھے عشق ان کی گلی سے ہے
مجھے عشق ان کے وطن سے ہے

مجھے عشق ہے تو علی رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق ہے تو حسن رضی اللہ عنہ سے ہے

مجھے عشق ہے تو حسین رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق شاہِ زمن سے ہے

مجھے عشق ہے تو زہرا رضی اللہ عنہا سے
مجھے عشق ہے تو ان کی آل سے

میرا شعر کیا میرا ذکر کیا
میری بات کیا میری فکر کیا

میری بات ان کے سبب سے ہے
میرا شعر ان کے ادب سے ہے

میرا ذکر ان کے طفیل ہے
میری فکر ان کے طفیل ہے

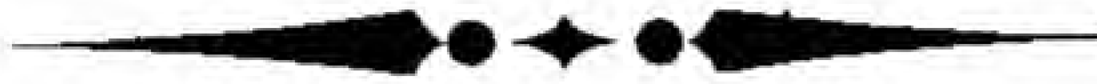
کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا
کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا

ہوا کیسے تن سے وہ سر جدا
جہاں عشق ہو وہیں کربلا

وہی جن کو شیر خدا کہیں
جنہیں باب صل علیٰ کہیں

وہی جن کو آل نبی ﷺ کہیں
وہی جن کو ذات علی رضی اللہ عنہ کہیں

وہی پختہ ہیں میں تو خام ہوں
میں تو پنجتن کا غلام ہوں



منقبت اہل بیت

امام جنی و انسی علی بود کہ علی
زکل خلق فزونست از صغار و کبار

زنام اوست معلق سماؤ کرسی و عرش
زذات اوست مطبق زمیں بدیں ہنجار

علی امام و علی ایمن و علی ایماں
علی امین و علی سرور و علی سردار

علی علیم و علی عالم و علی اعلم
علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار

علی نصیر و علی ناصر و علی منصور
علی مظفر و غالب علی سر و سردار

علی عزیز و علی عزت و علی افضل
علی لطیف و علی انور و علی انوار

علی ست فتوح و علی ست راحت روح
علی ست فاضل و افضل علی سر و سردار

علی زبعد محمد ہر چہ ہست بہ است
اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار

بحق نور محمد بآدم و بہ خلیل
بحق شیث و شعیب و بہ ہود کم آزار

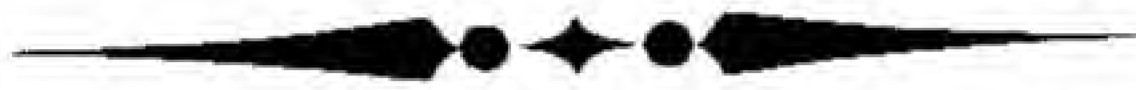
بحق دین محمد بخون پاک حسین
بحق مردم نیک مہاجر و انصار

کہ نیست دین بدی را بقول پاک رسول
امام غیر علی بعد احمد مختار

ز بعد او حسن ست و حسین بعدِ او
مجوئے جہل بریں کار مومن دیندار

دشمناں منشیں حافظ تولا کن
نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

حافظ شمس الدین رازی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ



مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لاڈلا

وہ شبیہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا لاڈلا
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لاڈلا

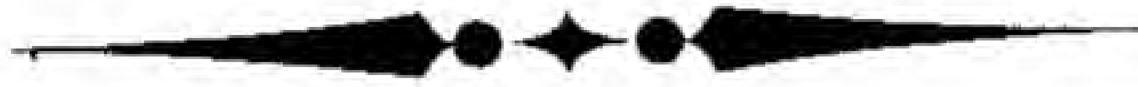
نرم فطرت، اُمتِ محبوبِ حق کا خیر خواہ
ہاتھ کا، دل کا کھلا خیر النساء کا لاڈلا

متحد امت رہے، اُس نے خلافت چھوڑ دی
کیا وسیع الظرف تھا شیرِ خدا کا لاڈلا

میرا یہ بیٹا ہے سید، مصطفی ﷺ کا قول ہے
کتنا باعظمت ہے، وہ خیر الوریٰ کا لاڈلا

ابن زہرا سے مجھے طارق محبت کیوں نہ ہو
وہ رسول اللہ کا تھا انتہا کا لاڈلا

(حضرت طارق سلطانپوری)



لایا مہندی خون اجل دی

لایا مہندی خون اجل دی اے
ایہہ اج دی نہیں نہ ایہہ کل دی اے

ایہہ مہندی روز ازل دی اے
ایہہ مہندی فاطمہؓ حسین دی اے

خون پاک شہید حسینؓ دی اے
ایہہ حوراں دے نال نہ رلدی اے

لایا مہندی خون اجل دی اے
نبیؐ علیؓ دا دریگانہ!

مائی فاطمہ دا مال خزانہ!
نانے پاک دا پہن کے بانا

طرف مقتل دے تھیا روانہ
جنبش ہوئی زمیں آسمانہ

نالے عرش عظیم پئی ہلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

آکھے نبیؐ علیؓ تے فاطمہؓ زہرا
فرزند حسینؓ توں جلدی آ

سانوں ہک تری پلپل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

شاہ تیری مہندی دا پتر ساوا
کوفیاں کیتا رل مل دھاوا

اینویں لکھی ہوئی روز ازل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

شاہ تیینڈی مہندی دا رنگ سوہا
اُمت نوں ہے تیرا بوہا

ساری امت جلدی بلدی اے
شاہ تیینڈی مہندی دا پتر پیلا

سونہیوئی رب نوں خویش قبیلہ
تینوں پئی مصیبت کربل دی اے

لایا مہندی خون اجل دی اے
شاہ تیینڈی مہندی دا رنگ نرالا

روندا تینوں عالم سارا
ساری خلقت تلیاں ملدی اے

لایا مہندی خون اجل دی اے
ایہہ مہندی سوہنڑیں باغ دی اے

ویکھہ کم والی لاگ دی اے
ساری آل مہندی رل ملدی اے

تاہیں ہوراں نال نہ رل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
ادھر پاک معصوم پیاسے ترسن
پانی منگن منہ تیراں دے برسن

ادھر تیغ حسنؓ تے چل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

سبحان اللہ ترے رنگ الٰہی
دم مارن دی جا نہ کائی

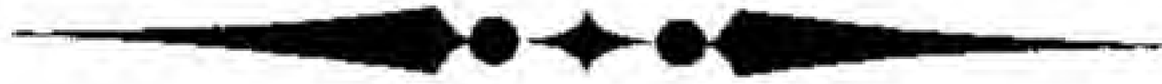
او سوہنی صورت فاطمہؓ جائی
اج خاک وچ پئی رل دی اے

زینبؓ فاطمہؓ جائی سڑ دی بلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

مہرؔ علی شاہ ایہہ جھوک فنا دی
دائم قائم ذات خدا دی

تیری وسدی وی پل جھل دی
لایا مہندی خون اجل دی

(حضرت پیر سید نصیر الدین گیلانی ماہنامہ ترجمانِ حقیقت لاہور حسین نمبر جون ۱۹۶۳ء ص ۵۔۶)



جمال اس کا ہے

نظر پڑی جو محمدؐ کی آل کی صورت
تو گویا دیکھ لی بدرِ کمال کی صورت

حسنؓ حسینؓ کی صورت میں دیکھ لے کوئی
رسولِ پاک کے حسن و جمال کی صورت

فرشتے آتے تھے ہر روز آسمانوں سے
زمیں پہ دیکھنے زہراؓ کے لال کی صورت

جلال اس کا ہے مانندِ مہرِ عالمتاب
جمال اس کا ہے بدرِ کمال کی صورت

پسرِ علیؓ کا نواسہ رسولِ پاک کا ہے
دلوں پہ نقش ہے اس بے مثال کی صورت

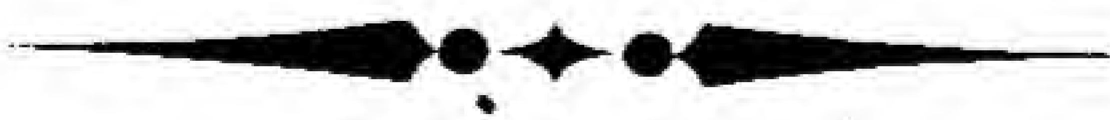
وجودِ سرورِ عالم کا عکس ہیں حسنینؓ
نظر نواز ہے یہ اتصال کی صورت

ولائے آلِ نبیؐ اجر ہے رسالت کا
نہیں ہے اس میں کسی قیل و قال کی صورت

ملے حسینؓ جسے مصطفیؐ ملے اُس کو
وصالِ حق ہے نبیؐ کے وصال کی صورت

حسینؓ کو تو ہر اک گام پر عروج ملا
مگر یزید نے پائی زوال کی صورت

ریاضؔ عشقِ حسینی ہے میرا سرمایہ
بڑی حسین ہے میرے مآل کی صورت



آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام

① حضرت ابوالحسن سیدنا علی المرتضیٰ حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
(متوفی ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ)

② حضرت ابومحمد سیدنا امام حسن مجتبیٰ زکی رضی اللہ عنہ
(رمضان المبارک ۳ھ۔ ربیع الاول ۵۰ھ)

③ حضرت ابوعبداللہ سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ
(شعبان ۴ھ۔ ۱۰ محرم ۶۱ھ)

④ حضرت ابوالحسن سیدنا امام علی بن حسین سجاد، زین العابدین علیہ السلام
(۱۵ جمادی الاول ۳۸۔ ۲۵ محرم ۹۵ھ)

⑤ حضرت ابوجعفر اول، سیدنا امام محمد بن علی باقر
(یکم رجب ۵۷ھ۔ ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ)

⑥ حضرت عبداللہ سیدنا امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام
(۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ۔ ۱۵ شوال ۱۴۸ھ)

⑦ حضرت ابوالحسن اول سیدنا امام موسیٰ بن جعفر کاظم علیہ السلام
(۷ صفر المظفر ۱۲۹ھ۔ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ)

⑧ حضرت ابوالحسن سیدنا امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام

(۱۱ ذی قعدہ ۱۵۳ھ ۔ ۲۳ ذی قعدہ ۲۰۳ھ)

⑨ حضرت ابوجعفر ثانی سیدنا امام محمد بن علی تقی جواد علیہ السلام

(۱۰ رجب المرجب ۱۹۵ھ ۔ ۱۶ ذی قعدہ ۲۲۰ھ)

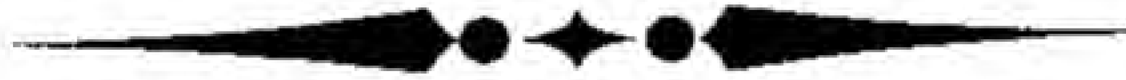
⑩ حضرت ابوالحسن ثالث سیدنا امام علی بن محمد نقی ہادی علیہ السلام

(۵ رجب المرجب ۲۱۴ھ ۔ ۳ رجب ۲۵۴ھ)

⑪ حضرت ابومحمد، سیدنا امام حسن بن علی عسکری زکی علیہ السلام

(۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ ۔ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ)

⑫ حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام



فضائل اہل بیت

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن، آپ ﷺ کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن اور داماد رضی اللہ عنہم یہ سب اہل بیت رسول ﷺ ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۃ احزاب کی آیت میرے گھر میں نازل ہوئی تھی اور جب یہ آیت نازل ہوئی میں اس وقت دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اہل بیت ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری ازواج اہل بیت ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۃ احزاب کی آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ چالیس روز تک فجر کے وقت مسلسل اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لے جاتے رہے اور فرماتے رہے:

"اے میرے اہل بیت! تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو، نماز پڑھو تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے چھ ماہ بعد تک حضور نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر فجر کے وقت جاتے رہے اور باآوازِ بلند فرماتے:

"اے میرے اہل بیت! نماز پڑھو، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ نبی

کے گھر والوں سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں پاک
صاف کر دے۔"

سورۂ نمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی گھر والی سے فرمایا مجھے ایک آگ
نظر آتی ہے۔"

اس آیت میں اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا کو آپ علیہ السلام کا اہل بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا:

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر
قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔"

یعنی اللہ عزوجل نے ہر وہ کام جو کہ شریعت کے خلاف ہے' ہر وہ کام جو بارگاہِ الٰہی میں ناپسندیدہ ہے' اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے پاک کرنے پر قادر ہے اور اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

"میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔"

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی' فاطمہ' حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اللہ عزوجل کے حضور یوں گویا ہوئے:

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا:

''میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرا میرے اہل بیت۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ عزوجل سے محبت کرو کہ وہ تمہیں تمام نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور مجھ سے محبت اللہ عزوجل کی خاطر کرو جبکہ میرے اہل بیت سے محبت میرے سبب سے کرو۔''

تفسیر کبیر میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص میرے اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی اور جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرا وہ کافر ہو کر مرا۔''

برکاتِ آل رسول ﷺ کے صفحہ نمبر ۵۳ پر رقم ہے کہ قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے تو میں تعمیل کروں۔ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب جو ایک رسی ہے زمین سے آسمان تک اور دوسری میری عترت اور اہل بیت۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ اب تم غور کرو کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے۔ انصارِ مدینہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مصارف بہت زیادہ ہیں لیکن آپ ﷺ کی آمدن کچھ نہیں تو انہوں نے اپنا مال و اسباب جمع

کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی تبلیغی کاوشوں اور نظر کرم سے ہمیں ہدایت نصیب ہوئی' ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اخراجات زیادہ ہیں لیکن آمدنی کچھ نہیں ہے آپ ﷺ ہماری جانب سے یہ مال ہدیۃً قبول فرمالیں۔ جس وقت انصار یہ بات کر رہے تھے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ پر سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل ہوئی:

''(یارسول اللہ ﷺ) فرمادیجئے کہ میں اس دعوت حق پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بجز اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔''

صواعق محرقہ میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومن اور متقی شخص مجھ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے جبکہ منافق اور شقی القلب ہم سے بغض رکھتا ہے۔''

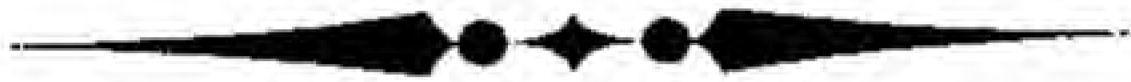
ایک اور موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو میرے اہل بیت کے ساتھ بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''روزِ محشر میں چار آدمیوں کی سفارش کروں گا۔ اول وہ جو میرے اہل بیت سے محبت رکھے' دوم وہ جو ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو' سوم وہ جب میرے اہل بیت بحالت مجبوری اس کے پاس آئیں تو ان کے معاملات احسن طریقے سے نپٹائے اور چہارم وہ جو دل و زبان سے ان کی محبت کا اقرار کرنے والا ہو۔''

مندرجہ بالا فرمان الٰہی اور حدیث نبوی ﷺ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے مراتب اور ان کی شان کو بیان کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو انجانے میں حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کی شان میں گستاخی کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک ان کے اہل بیت کی کیا شان ہے؟ اہل بیت کون ہیں؟ اس کی وضاحت ہم قرآنی آیات اور حدیث کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ کا مال حرام ہے۔ ان حضرات میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولادیں شامل ہیں۔



مختصر سیرتِ مبارکہ

حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت تحمل کے ساتھ اس سے دریافت کیا کہ کیا تو بھوکا ہے یا پھر تجھ پر کوئی اور مصیبت آن پڑی ہے؟ اس دیہاتی نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے پھر سے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خادم سے کہہ کر ایک طشت چاندی کا منگوایا اور اسے دے دیا اور فرمایا کہ اس وقت میرے گھر میں صرف یہی موجود ہے تم اسے رکھ لو۔ اس دیہاتی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کمال تحمل دیکھا تو کہنے لگا کہ میں صدقِ دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سائل کی پیشانی شرم سے عرق آلود نہ ہو:

ایک مرتبہ ایک اعرابی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت بیان کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس موجود دس

ہزار درہم اسے عنایت کر دیئے۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ حضور! آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی حاجت بیان کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اور عطا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے نفوس سوال کرنے سے قبل ہی عطا کرنے کے عادی ہیں تاکہ سائل کی پیشانی شرم سے عرق آلود نہ ہو۔

اجر بھی ملے گا:

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنگدستی اور فقر و فاقہ کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پچاس ہزار اشرفیاں عطا فرما دیں۔ اس شخص سے وہ پچاس ہزار اشرفیاں اٹھائی نہ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مزدوروں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دو مزدور بلائے گئے اور انہوں نے وہ اشرفیاں اٹھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان مزدوروں کو مزدوری الگ سے خود عطا کی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو خادمین نے عرض کیا کہ حضور! اب کچھ بھی پاس نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں اس کا اجر بھی ملے گا اور وہ زیادہ عطا کرے گا۔

پچیس حج باپیادہ:

اسد الغابہ میں صحیح روایات سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج باپیادہ کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سواری کے لئے اونٹنیاں بھی موجود ہوتیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ ان پر سواری نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے گھر اس کی ملاقات کو جاؤں اور سواری پر سوار ہو کر جاؤں۔

اللہ عزوجل پر توکل:

ابن عساکر کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قول دہرایا گیا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مفلسی کو تونگری سے بہتر اور بیماری کو تندرستی سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ان کے حال پر رحم فرمائے ہم نے تو خود کو اللہ عزوجل پر چھوڑ رکھا ہے وہ جس حالت میں بھی رکھتا ہے ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور ایسی کوئی حالت جو اس کی رضا کے خلاف ہو اس کے متمنی نہیں ہیں۔

تدبر:

علامہ ابن قیم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس شخص کی گرفتاری ایک ویران مقام سے ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اور پاس ہی ایک خون آلود لاش تھی۔ اس شخص نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اقبال جرم کر لیا۔ جب اس سے قتل کا واقعہ دریافت کیا گیا تو اس شخص نے کہا کہ میں نے جائے وقوعہ پر ایک بکرے کو ذبح کیا اور اس کا گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں نزدیکی جگہ چلا گیا اور اپنی حاجت سے فارغ ہوا۔ جب میں گوشت کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہے۔ اس دوران لوگ آ گئے اور انہوں نے میرے ہاتھ میں چھری دیکھ کر مجھے قاتل سمجھ لیا۔ جب میں نے دیکھا کہ اتنے زیادہ لوگوں کے سامنے میرے بیان کی کچھ اہمیت نہیں ہے تو میں نے اقبالِ جرم کر لیا۔

اس دوران ایک اور شخص حاضر ہوا اور اس نے بھی اس قتل کے متعلق اقبال

جرم کر لیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں اعرابی ہوں اور میں نے مقتول کو مال کے لالچ میں قتل کیا ہے۔ میرے دل نے مجھے آمادہ کیا تو میں نے حاضر ہو کر اقبالِ جرم کر لیا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دونوں اشخاص کی جانب دیکھا اور پھر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے ان سے اس مسئلہ کی بابت دریافت کیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس دوسرے شخص نے واقعی قتل کیا ہے تو اس نے اقبالِ جرم کر کے دوسرے شخص کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اسے پسند کرتے ہوئے فرمایا کہ دونوں کو چھوڑ دیا اور پھر مقتول کا خون بہا آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے ادا کرنے کا حکم دیا۔

نیکی کا بدلہ ضرور ملنا چاہیے:

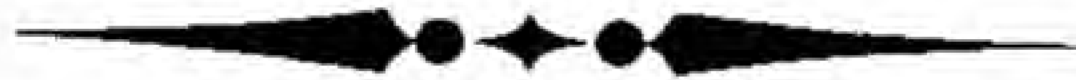
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ سامنے روٹی رکھی ہوئی ہے اور وہ ایک لقمہ خود کھاتا ہے دوسرا لقمہ پاس بیٹھے ہوئے کتے کو پھینکتا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم ایسے کیوں کر رہے ہو؟ اس حبشی غلام نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں خود کھاؤں اور اسے کھانے کے لئے نہ دوں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو فرمایا کہ اسے نیکی کا بدلہ ضرور ملنا چاہیے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے وہیں بیٹھے رہنے کا کہا اور اس کے مالک کے پاس جا کر اسے خرید لیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس غلام کے مالک سے وہ اراضی بھی خرید لی جس کی حفاظت پر وہ مامور تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو آزاد کر کے وہ اراضی بھی اس کی ملکیت میں دے دی۔

واقعہ نمبر ①:

نام مبارک

ابو محمد، جگر بند مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ریحانِ دل مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و قرۃ العین زہرا رضی اللہ عنہا حسن بن علی رضی اللہ عنہم کا نام مبارک ''حسن (رضی اللہ عنہ)'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ شہزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیبہ طاہرہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور برادرِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، مقتدائے جملہ اولیاء و اصفیاء، حیدرِ کرار، شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے صاجزادے ہیں۔

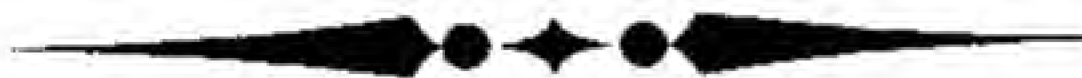


واقعہ نمبر (۲):

سلسلہ نسب

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب قارئین کی خدمت میں پیش خدمت ہے:

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔''



واقعہ نمبر ③:

نام مبارک اللہ تعالیٰ عزوجل نے تجویز کیا

طبقات ابن سعد میں منقول ہے کہ جس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے فرزند کا نام کیا تجویز کیا ہے؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اتنی مجال کہاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے بچے کا نام رکھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختارکل ہیں جو نام تجویز کریں گے وہی اس بچے کا نام ہو گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو خاموش ہو گئے۔ اس دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل نے اس بچے کا نام ''حسن (رضی اللہ عنہ)'' رکھا ہے۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''حسن (رضی اللہ عنہ)'' رکھا۔

واقعہ نمبر (۴):

نام "حسن" کے معنی

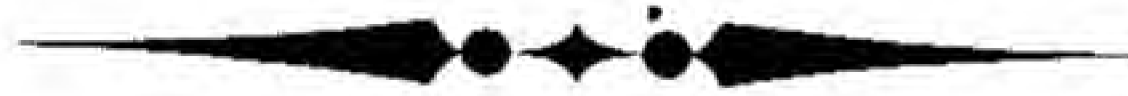
حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام مبارک اللہ عزوجل نے رکھا اس کے معنی ہیں حسن و جمال والا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی حسن و جمال میں یکتا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ شکل و صورت میں اپنے نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر پاؤں تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور کوئی بھی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر مشابہت نہ رکھتا تھا۔

واقعہ نمبر ⑤:

کنیت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابومحمد" ہے۔
آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی۔
حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی اس کنیت کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ میری یہ کنیت زمانہ جاہلیت سے اب تک کسی کی نہ ہوئی۔



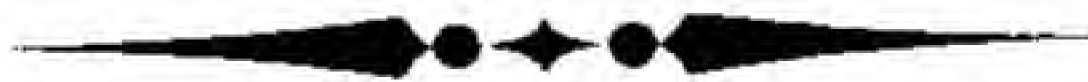
واقعہ نمبر (٦):

سید لقب کی وجہ تسمیہ

سید کے معنی سردار کے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہ لقب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے تجویز فرمایا۔

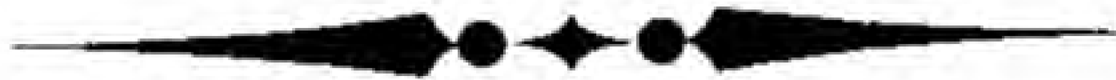
مشکوۃ شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث منقول ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔



واقعہ نمبر (7):

طیب لقب کی وجہ تسمیہ

طیب کے معنی پاک کے ہیں۔
آپ رضی اللہ عنہ کے لقب طیب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے نیک خصائل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری و باطنی مشابہت کی وجہ سے "طیب" کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

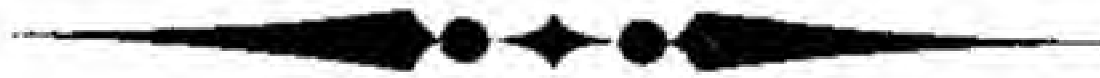


واقعہ نمبر ⑧:

امین لقب کی وجہ تسمیہ

امین، امن سے مشتق ہے اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے امن کی خاطر خلافت کو ٹھکرا دیا تاکہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح ہو سکے۔

اسی وجہ سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ "امین" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

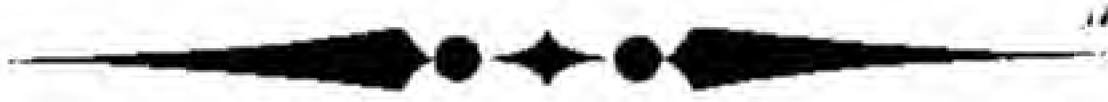


واقعہ نمبر ۹:

تقی لقب کی وجہ تسمیہ

تقی کے معنی پرہیزگاری کے ہیں اور اسی سے لفظ تقویٰ نکلا ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ عزوجل کے خوف کے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ چونکہ اپنی پرہیزگاری اور خوفِ خدا کی وجہ سے مشہور تھے اسی لئے "تقی" کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

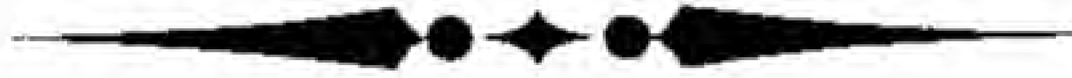


واقعہ نمبر (۱۰):

زکی لقب کی وجہ تسمیہ

زکی کے معنی پاک کے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی عصمت وطہارت کی وجہ سے ''زکی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

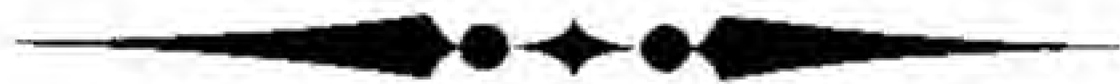


واقعہ نمبر (۱۱):

صفوۃ اللہ کی وجہ تسمیہ

آپ رضی اللہ عنہ کو صفوۃ اللہ کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

صفوۃ اللہ لقب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لقب آپ رضی اللہ عنہ کو آقائے دو جہاں، شفیع المذنبین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا۔

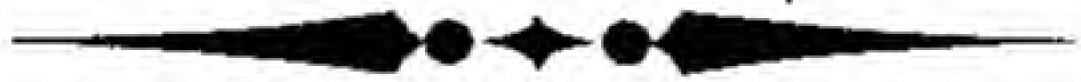


واقعہ نمبر ⑫ :

مجتبیٰ لقب کی وجہ تسمیہ

مجتبیٰ کے معنی رفعت کے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی پاکیزگی اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے بلند مراتب پر فائز تھے اسی وجہ سے ”مجتبیٰ“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

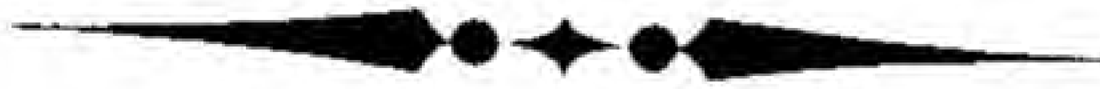


واقعہ نمبر (۱۳):

شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقب کی وجہ تسمیہ

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ایک لقب ''شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری و باطنی مشابہت رکھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر پاؤں تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور کوئی بھی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر مشابہت نہ رکھتا تھا۔



واقعہ نمبر (۱۴):

ولادت باسعادت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۳ ھ میں تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نام کی طرح حسن و جمال میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ اور ان علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گود میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے داہنے کان میں اذان دی اور پھر بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے بال منڈوائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں۔ نیز اسی روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ کروایا اور نام مبارک رکھا۔ چنانچہ اسی نسبت سے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کہلائی۔

ترمذی شریف کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ختنہ کروائے۔

واقعہ نمبر (۱۵):

تعلیم و تربیت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زمانہ طفولیت کے قریباً چھ سال اور چار ماہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں بسر کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قریباً سات سال اپنی والدہ ماجدہ شہزادئ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تربیت میں گزارنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ قریباً ۳۷ برس تک اپنے والد بزرگوار ابوتراب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں بسر کئے۔ یہ تمام حضرات علم ظاہر و باطن کا منبع تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے اکتسابِ فیض کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایثار اور جود و سخا جیسی دولت سے مالامال تھے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا مقام طریقت میں بہت بلند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حقائق و معارف کے موضوع پر نہایت لطیف کلمات ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اسرارِ قلب کی حفاظت لازمی ہے کیونکہ اللہ عزوجل قلوب کا جاننے والا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے بیٹے حسن (رضی اللہ عنہ) کو حلم عطا فرما دیا ہے۔

واقعہ نمبر (۱۶):

جسم پر کپکپی طاری ہونا

احیاء العلوم میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب نماز کی ادائیگی کے لئے وضو کرنے لگتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا جسم کانپنا شروع ہو جاتا اور چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے جب اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ جب بارگاہِ رب العزت میں کھڑا ہونے لگے تو اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو جائے۔

ایڈی عشق تیرے نے میرے سینے اگ بھڑکائی
جو کچھ خواہش تجھ بن آئی ساری ساڑ جلائی

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب طوافِ کعبہ کے لئے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں جب طواف کرنے لگا تو حرم سے مجھے آواز آئی کہ تو دروازہ کے باہر کیا کرتا رہا ہے اور اب گھر کے اندر گھس آیا ہے۔

واقعہ نمبر ⑰:

طلوعِ آفتاب تک مصلیٰ پر ہی بیٹھے رہنا

عبادت سے مرادت عبودیت ہے یعنی بندہ اللہ عزوجل کا مطیع و فرمانبردار رہے۔ عبادت میں خشوع وخضوع کا ہونا لازمی عنصر ہے اس کے بغیر عبادت بے کار ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی عبادت میں خشوع وخضوع حاصل تھا۔

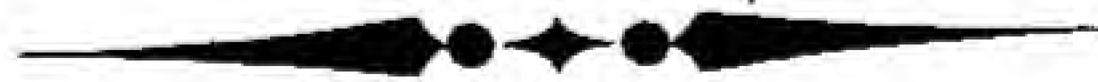
طبقات ابن سعد میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور طلوعِ آفتاب تک مصلیٰ پر ہی تشریف فرما رہتے تھے۔ طلوعِ آفتاب کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے اور اسی حالت میں آنے جانے والوں سے ملاقات کیا کرتے تھے۔

واقعہ نمبر (۱۸):

زمانہ کے سب سے بڑے عابد و زاہد

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاجزادے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عابدُ زاہد تھے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک کانپ رہا ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی حالت میں یادِ الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے۔"



واقعہ نمبر (۱۹):

یا ایھا الذین امنوا پڑھتے تو لبیک کہتے

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت جب بھی کہیں لفظ:

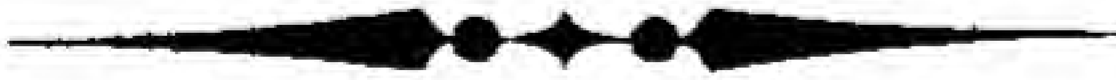
یایھا الذین اٰمنوا

پڑھتے تو لبیک کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اے اللہ! میں حاضر ہوں۔"

پھر اس آیت کے مفہوم و معانی پر غور فرماتے۔

جب بھی جنت و دوزخ کے بارے میں آیات کی تلاوت فرماتے تو بے اختیار رونے لگ جاتے تھے۔



واقعہ نمبر (۲۰):

سورۃ الکہف کی تلاوت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی عبادت میں خشوع وخضوع حاصل تھا۔
ایک روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہر شب سورۃ الکہف کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔
آپ رضی اللہ عنہ بعد نمازِ فجر تسبیحات کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت بھی فرمایا کرتے تھے۔

دل میں رنگ اپنا جما دو
پردۂ غفلت کا اب اٹھا دو

واقعہ نمبر (۲۱):

حلیہ مبارک

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھیں سیاہ، بڑی بڑی اور غلافی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے رخسار مبارک پتلے تھے، کلائیاں گول تھیں، گردن مبارک بلند اور شفاف تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بازو اور شانے بھرے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک گنجان اور کانوں تک بل کھائے ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک چوڑا اور قد زیادہ طویل نہ تھا۔ چہرہ نورانی اور بال گھنگھریالے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک سڈول اور نہایت خوبصورت تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ دیکھنے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔

واقعہ نمبر (۲۲):

آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہیں

صحیح بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نمازِ عصر پڑھ کر مسجد سے نکلے' حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جگہ سے ہوا جہاں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ دیگر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"میرے ماں باپ قربان ہوں یہ بچہ میرے آقا' تاجدارِ انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہے اور علی (رضی اللہ عنہ) تمہارا مشابہ نہیں ہے۔"

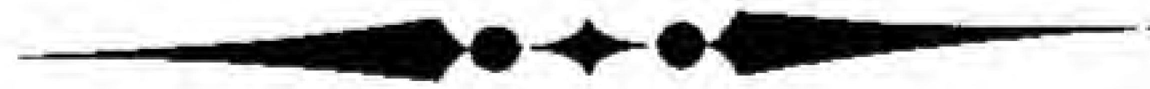
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرا دیئے۔

واقعہ نمبر (۲۳):

میزان کے پلڑے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔"



واقعہ نمبر (۲۴):

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر چھوڑ دیا

مشکوۃ شریف میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس حال میں نظر آئے کہ دونوں نے سرخ رنگ کی قمیضیں پہن رکھی تھیں۔

آقائے دو جہاں حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ان دونوں شہزادوں کو دیکھا تو منبر سے اتر گئے اور ان دونوں کو پکڑ کر اپنی گود میں اٹھا لیا۔



واقعہ نمبر (۲۵):

آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا

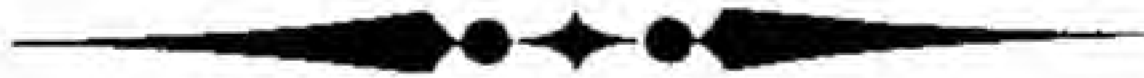
ایک دفعہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تختی لکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کرنے لگے: نانا جان! دونوں میں سے کس کا خط اچھا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی ایک کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اسے رنج نہ پہنچے خود فیصلہ نہ فرمایا اور ان کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی خود فیصلہ نہ کیا اور ان کو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے خط کی زیادہ پہچان نہیں ہے اس لیے میں یہ سات موتی زمین پر ڈالتی ہوں۔ تم میں سے جو زیادہ موتی چن لگے گا اسی کی تختی اچھی ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے موتی ہوا میں اچھال دیئے اور جب زمین پر گرے تو جنت کے شہزادوں نے ان کو چننا شروع کیا۔ دونوں نے تین تین موتی چن لیے۔ اب دونوں میں سے کوئی ایک ساتواں موتی اٹھا سکتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ساتواں موتی اٹھا لیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں شہزادوں نے آدھا آدھا اٹھا لیا۔ دونوں شہزادوں میں سے کسی کو شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا آج اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کی اتنی رنجیدگی بھی منظور نہیں اور ایک وقت آئے گا دونوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔

واقعہ نمبر (۲۶):

حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو

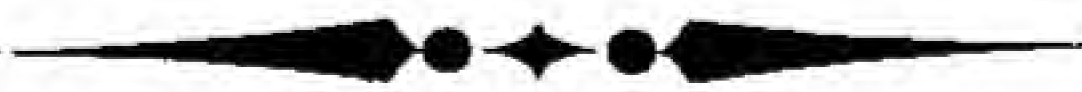
بچپن میں ایک روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپس میں کشتی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حسن (رضی اللہ عنہ)، حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کو کہتے ہیں کہ وہ چھوٹے بھائی کو پکڑ لے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) بھی تو حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لیں۔



واقعہ نمبر (۲۷):

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں

ترمذی شریف میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل اوڑھ رکھا ہے اور اس میں کوئی شے حرکت کر رہی ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کمبل مبارک کھول دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور میں اللہ سے ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔



واقعہ نمبر (۲۸):

حضور نبی کریم ﷺ سے سینہ اقدس کو سونگھتے

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے محبت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگر گوشہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ پھر جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہم' آپ ﷺ کی خدمت میں لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے سینہ اقدس کو سونگھتے اور انہیں بوسہ دیتے۔

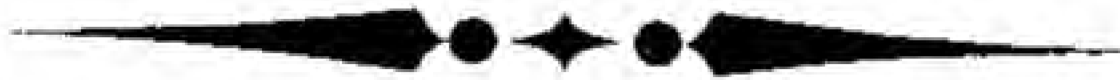
واقعہ نمبر (۲۹):

باپیادہ حج کرنا

قبائے سبز، شہادت کی ایک علامت تھی
شجر شجر کی زباں پر ہے ماجرائے حسنؓ

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

"حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ باپیادہ حج کیے کرتے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک میں ورم پڑ جایا کرتے تھے۔



واقعہ نمبر (۳۰):

سوار کیسا ہے

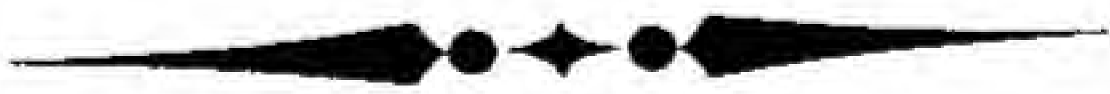
زمیں سے تا بہ فلک ہر طرف صدائے حسنؓ
بلند و برتر و بالا ہوا، لوائے حسنؓ

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھے پر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا کسی نے دیکھا تو کہا:

"کیا خوب سواری ہے؟"

اس کے جواب میں آقائے دو جہاں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"سوار بھی تو کیسا ہے؟"



واقعہ نمبر (۳۱):

میرے حسن (رضی اللہ عنہ) کو کوئی تکلیف نہ پہنچے

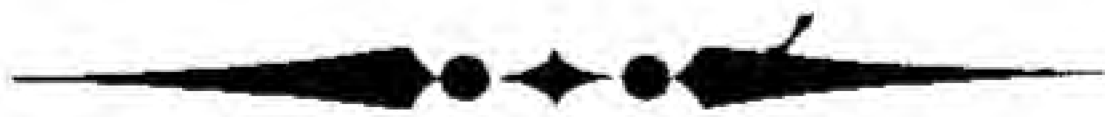
طبقات ابن سعد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں سجدہ ریز ہوتے تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لا کر کمر مبارک پر سوار ہو جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ کو لمبا کر دیتے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ خود اپنی مرضی سے نہ اترتے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت رکوع میں تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے اندر گھس گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رکوع کو لمبا کر دیا یہاں تک کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ دوسری جانب نہ نکل گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میرے حسن (رضی اللہ عنہ) کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

واقعہ نمبر (۳۲):

دو گروہوں میں صلح

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ عزوجل اس کی وساطت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی اور مسلمانوں کو پھر سے ایک خلافت پر اکٹھا کیا۔

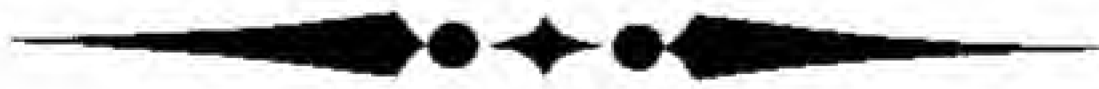


واقعہ نمبر (۳۴):

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی دوسرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی عادات و اطوار اور شکل وصورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام



واقعہ نمبر (۳۳):

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کے قریباً ابتدائی سات برس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بسر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا زیادہ وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بسر ہوتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتے اسے بغیر کسی ردوبدل کے اپنی والدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جا کر سنا دیتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً سات برس تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا اثر آپ رضی اللہ عنہ پر اس چھوٹی سی عمر میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک مہربان اور شفیق سے محروم ہو گئے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کچھ عرصہ تک گوشہ نشینی اختیار کئے رکھی۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کیا کرتے تھے۔

واقعہ نمبر ۳۵:

خلیفہ اول کے دور میں

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آل رسول ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دلی انس تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر نبوی ﷺ پر تشریف فرما تھے اور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جائیے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور فرمایا کہ تم نے سچ کہا یہ تمہارے باپ کا ہی منبر ہے۔

واقعہ نمبر (۳۶):

خلیفہ دوم کے دور میں

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب فتوحات کا دروازہ کھلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وظائف مقرر فرمائے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا وظیفہ بھی مقرر کیا گیا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مفتی اعظم کے عہدہ پر فائز تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جوانی میں قدم رکھ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس دوران اپنے والد بزرگوار اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

واقعہ نمبر (۳۷):

خلیفہ سوم کے دور میں

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں فتوحات کا دائرہ بے حد وسیع ہو چکا تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وظائف میں اضافہ کیا گیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں جس وقت شدت آئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی حفاظت پر مامور کیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کئی دنوں تک محاصرہ کرنے والوں کو روکے رکھا۔ جس وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پانی بند کیا گیا اس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے باغیوں کے ساتھ سختی سے نمٹنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ کچھ روز گزرنے کے بعد باغیوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر دھاوا بول دیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر باغیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے زخمی ہو گئے۔ باغی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور انہیں شہید کر دیا۔

واقعہ نمبر (۳۸):

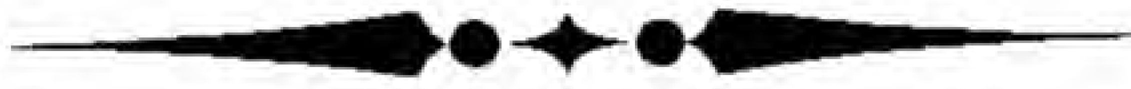
خلیفہ چہارم کے دور میں

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مشکل دور میں منصب خلافت سنبھالا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مختلف فتنوں نے سر اٹھایا جن کی سرکوبی میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد بزرگوار کے شانہ بشانہ رہے۔

روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے حسن (رضی اللہ عنہ)! تو کیوں روتا ہے؟ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا: والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''میرے پیارے بیٹے! میری چار باتوں کو یاد رکھنا یہ تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ اول تمام دولت سے زیادہ بڑی دولت عقل کی ہے' دوم سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے' سوم سب سے زیادہ وحشت خود بینی ہے اور چہارم سب سے بہتر چیز اخلاق حسنہ ہے۔ نیز چار باتیں مزید یہ ہیں کہ خود کو احمق کی دوستی سے بچانا

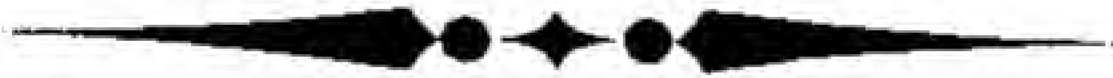
کیونکہ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔ اپنے آپ کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ دور کے لوگوں کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کرے گا۔ اپنے آپ کو بخیل کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہو گی۔ اپنے آپ کو فاسق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھے معمولی شے کی خاطر بیچ دے گا۔"



واقعہ نمبر (۳۹):

خلافت کا ملنا

حکومت ایک ایسی شے ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے انسانی تاریخ خون سے بھری ہوئی ہے۔ حکومت حاصل کرنے کے لئے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور حکومت ملتے ہی عوام کو بھلا دیا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل کوفہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور یوں آپ رضی اللہ عنہ' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر تسلط علاقے کے علاوہ دیگر کے خلیفہ منتخب ہوئے۔



واقعہ نمبر (۴۰):

آپ رضی اللہ عنہ کا خطبہ دینا

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ذیل کا خطبہ دیا:

''تم میں سے ایک ایسا شخص رخصت ہوا ہے جس سے نہ اگلے بڑھ سکیں گے اور نہ ہی پچھلے اس کو پا سکیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا علم عطا فرمایا اور جنگوں میں بھیجا۔ وہ کسی جنگ سے ناکام واپس نہیں لوٹے۔ میکائیل و جبرائیل علیہم السلام ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سات سو درہم کے علاوہ جو ان کی تنخواہ مقرر تھی سونے چاندی کی کوئی شے نہیں چھوڑی اور انہوں نے یہ درہم بھی ایک خادم کے لئے جمع کئے تھے۔''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت لوگوں نے اس بات کا بھی وعدہ کیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے مطیع و فرمانبردار رہیں گے۔ جسے آپ رضی اللہ عنہ دوست رکھیں گے اسے وہ بھی دوست رکھیں گے اور جو آپ رضی اللہ عنہ کا دشمن ہوگا وہ ان کا بھی دشمن ہوگا۔

واقعہ نمبر (۴۱):

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے فوج کشی

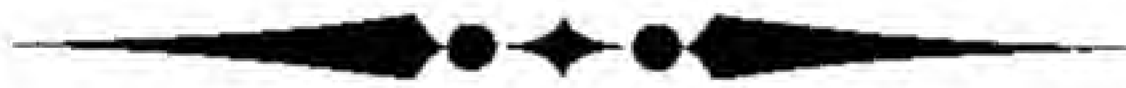
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خبر ملی تو انہوں نے کوفہ پر فوج کشی کی تیاری شروع کر دی۔ فوج کشی کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جاسوسوں نے بھی کوفہ اور عراق کے دیگر شہروں میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ اس اثناء میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا مگر آپ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے فضل سے مامون رہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو اکٹھا کیا اور انہیں جنگ کی دعوت دی مگر کسی بھی شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔

واقعہ نمبر (۴۴):

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ عزوجل اس کی وساطت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔



واقعہ نمبر (۴۳):

مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب اپنے حامیوں کا یہ رویہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض فرما دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کے ساتھ ہی مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ قریباً پانچ ماہ تک منصب خلافت پر فائز رہے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ذیل کی شرائط پر صلح نامہ تحریر ہوا۔

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے۔

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔

۳۔ امان بشمول شام، عراق، یمن، حجاز اور دیگر علاقوں کے سب لوگوں کے لئے ہوگی۔

۴۔ اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی رہیں ان کی جان و مال اور ناموس کی حفاظت کی جائے گی۔

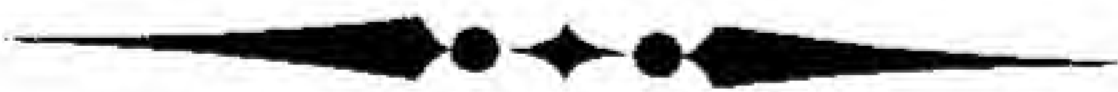
۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش نہیں کریں گے۔

واقعہ نمبر (۴۴):

صلح کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا خطاب فرمانا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد لوگوں سے ذیل کا خطاب کیا:

"لوگو! مجھے فتنہ وفساد سے نفرت ہے اور میں نے اپنے نانا کی امت سے فتنہ وفساد کو دور کرنے کے لئے، مسلمانوں کے جان و مال اور ان کی آبرو کو محفوظ کرنے کے لئے معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے صلح کی ہے اور انہیں خلیفہ تسلیم کیا ہے۔ اگر خلافت میرا حق تھی تو میں نے اپنا حق انہیں دے دیا اور اگر ان کا حق تھی تو انہیں مل گئی۔"



واقعہ نمبر (۴۵):

ملک و حکومت کے لئے تمہیں قتل کرواؤں

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب خلافت سے دستبردار ہوئے تو ایک کوفی نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے (نعوذ باللہ) تم پر سلام ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سننے کے بعد برا نہ منایا اور فرمایا کہ میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا نہیں ہوں بلکہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں حکومت کے لئے تم لوگوں کو ذلیل وخوار کروں۔

واقعہ نمبر (۴۶):

مدینہ منورہ کی طرف روانگی

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیاء
راکب دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اوجِ مہر ھدیٰ، موج بحر ندیٰ
روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعاب زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد اپنے اہل خانہ خاندان کے دیگر افراد اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور تادمِ شہادت وہیں قیام پذیر رہے۔

واقعہ نمبر (۴۷):

خطوط وخطبات

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فصاحت و بلاغت میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو فصاحت و بلاغت اپنے والد بزرگوار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور نانا آقائے دو جہاں، تاجدارِ انبیاء علیہم السلام، محبوبِ خدا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ورثہ میں ملی تھی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے خطبات پند و نصائح سے بھرپور ہیں۔ بچپن میں ایک مرتبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم خطبہ دو میں سنوں گا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے خطاب کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری آڑ لے لو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے والد بزرگوار کی آڑ میں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جسے سن کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم پر بھی باپ کا اثر ہے۔

واقعہ نمبر (۴۸):

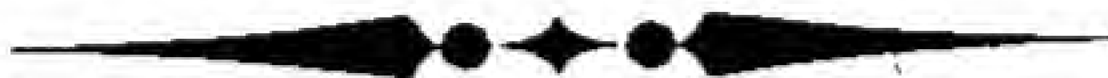
صلح سے قبل حضرت امیر معاویہ سے خطاب

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح سے قبل ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ہم بغیر کسی ندامت کے شامیوں سے مقابلہ کئے بغیر نہیں لوٹ رہے بلکہ ہم شامیوں سے صبر کے ساتھ جنگ کرتے لیکن حالات کا تقاضہ یہ نہیں ہے۔ صفین میں جب تمہیں بلایا گیا تھا اس وقت تمہارا دین دنیا پر مقدم تھا مگر اب حالات اس کے برعکس ہیں۔

آج تمہاری دنیا دین پر مقدم ہے اور ہم بھی اب تمہارے لئے ویسے نہیں ہیں جیسے پہلے تھے۔ تمہارے سامنے اب بھی دو قسم کے مقتول ہیں ایک صفین کے جن کے لئے تم رو رہے ہو اور دوسرے نہروان کے جن کا بدلہ تم لینا چاہتے ہو۔ تم ہمیں ایسے امر کی دعوت دے رہے ہو جو عزت اور انصاف کے خلاف ہے پس اب فیصلہ تمہاری رائے پر موقوف

ہے۔ اگر تم موت چاہتے ہو تو ہم اسے تمہاری ہی جانب لوٹا دیں گے اور اللہ سے اس کا فیصلہ چاہیں گے اور اگر تم زندگی چاہتے ہو تو اسے بھی ہم مان لیں گے اور تمہارے لئے رضا کے طلبگار ہوں گے۔“



واقعہ نمبر (۴۹):

میں صاحب رکن و مقام ہوں

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا اور عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ لوگو! مجھے پہچانو جو مجھے پہچانتا ہے پہچانتا ہے جو نہیں پہچانتا وہ سن لے کہ میں حسن ابن علی (رضی اللہ عنہم) ابن ابی طالب ہوں۔ میں سیدہ فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) کا بیٹا ہوں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں۔ میں صاحب معجزات و فضائل و دلائل ہوں۔ میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ مجھے میرے حق سے محروم کیا گیا۔ حسین (رضی اللہ عنہ) میرے بھائی ہیں جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور میں صاحب رکن و مقام ہوں۔ میں صاحب مکہ و منیٰ ہوں۔ میں صاحب مشعر و عرفات ہوں۔''

واقعہ نمبر ۵۰:

نفس پر نفسانی خواہشات کو حرام کیا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ جانے سے قبل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ذیل کا خطبہ دیا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود و سلام! وہ جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو بیعت کیں وہ سب مشرک ہیں اور اس شے سے جو اللہ نے اپنے حبیب پر نازل فرمائی انکار کیا۔ جنہوں نے اپنے نفس پر خواہشاتِ نفسانی کو حرام کیا ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم ان پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار نہ دو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے۔

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم وہ ہو جس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا شکم کبھی سیر نہ ہو۔ امیر المومنین وہ تھے جو مشرکین سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرماتے تھے اور شب ہجرت اپنی جان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح قربان

کر دیا کہ ان کا ذکر اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں کیا۔ جن کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام 'موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے۔ نیز فرمایا کہ تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم وہ ہو جس کے باپ نے جنگ خندق میں لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اکسایا اور تمہارا بھائی تمہارے باپ کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا اور تم اس کو ہنکا رہے تھے۔

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم ہی وہ شخص ہو جسے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کا گورنر بنایا مگر تم نے خیانت کی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے والی بنایا مگر تو ان کا خیرخواہ نہ رہا۔"

واقعہ نمبر (۵۱):

امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے نام خط

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس کا ترجمہ ذیل ہے:

"حسن ابن علی (رضی اللہ عنہم) کی جانب سے معاویہ ابن ابی سفیان (رضی اللہ عنہم) کے نام۔

السلام علیکم! تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور اللہ عزوجل نے ان پر فیوضِ زندگی کا خاتمہ اس طرح کیا کہ دین میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔ اللہ عزوجل نے ان کے ذریعے حق کو ظاہر کیا اور شرک کو برباد کیا۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس کے بعد سلطنت کا تنازعہ شروع ہوا۔ قریش کہتے تھے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے وارث ہیں، ہم حکومت کے زیادہ حق دار ہیں۔ پس عرب نے دیکھا کہ بات وہی ہے جو قریش کہہ رہے ہیں اور دلیل ان کے حق میں ہی ہے۔ جب ہم

اہل بیت نے حکومت حاصل کرنے کے بعد اسی دلیل سے قریش سے اپنا حق طلب کیا تو ہمیں دور کر دیا گیا اور ہمارا حق ہم سے چھین لیا۔ اب اللہ عزوجل کے ہاں اس بات کا انصاف ہو گا اور وہی سب کا مددگار ہے۔

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تجھ پر تیرے اس امر (سلطنت) کو حاصل کرنے پر تعجب ہے۔ اس امر کا تو کسی بھی طرح اہل نہیں' نہ تجھے دین میں کوئی فضیلت حاصل ہے۔ تو جان لے کہ آخرت کا انجام کیا ہے۔ قسم ہے خدا کی! تو اپنے رب کے پاس عنقریب جانے والا ہے پھر تجھے ان اعمال کا بدلہ ملے گا جو تیرے ہاتھ پیش کریں گے۔ اللہ عزوجل بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ بے شک علی (رضی اللہ عنہ) اپنی راہ پر گئے اور اللہ عزوجل نے ان پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔"

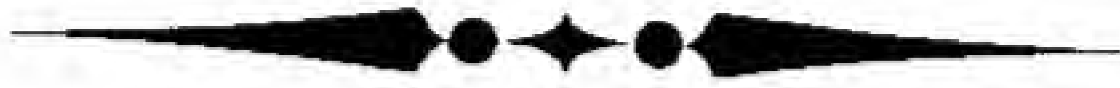
واقعہ نمبر (۵۲):

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دعا کی نصیحت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ جس سال آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کو وظیفہ نہ ملا۔ جب وظیفہ میں تاخیر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حالات کی تنگی کے سبب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اسی شش و پنج میں مبتلا تھے کہ نیند آ گئی۔ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تنگ دستی کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

> "اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید پیدا فرما اور اپنے ماسوا سے میری امید کو ختم کر دے اور میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں اور میری قوتوں کو کمزور نہ بنا اور میرے نیک اعمال میں مجھ سے کوتاہی نہ کروا اور مجھے ایسی قوت عطا فرما کہ میں تیری مخلوق کے پاس حاجت لے کر نہ جاؤں اور اے میرے رب! مجھے یقین کی دولت سے مالا مال فرما۔"

ابھی آپ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ڈیڑھ لاکھ درہم وصول ہوئے اور ساتھ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے معذرت کا ایک خط بھی موصول ہوا۔



واقعہ نمبر (۵۳):

مسئلہ جبر و قدر

جب فرقہ قدریہ کا غلبہ ہوا اور عقائد معتزلہ عام ہونے لگے تو حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نام ذیل کا عریضہ لکھا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم! السلام علیکم اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آنکھوں کی ٹھنڈک۔ آپ رضی اللہ عنہ امت کے لئے اندھیرے میں مینارۂ نور ہیں اور ہادی و رہنما ہیں۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرے گا وہ منزلِ مقصود کو پہنچے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جس کا سہارا لے کر امت کے لوگ نجات پاتے ہیں۔ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مسئلہ جبر و قدر کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا کیا فرمان ہے؟ اس وقت ساری خلقت پریشان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ انبیائ علیہم السلام کی اولاد ہیں اور علم الٰہی سے بخوبی واقف ہیں اور حق تعالیٰ کی جانب سے امت کے محافظ ہیں۔''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے عریضہ کے جواب میں ذیل کا عریضہ لکھا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم! السلام علیکم! عریضہ ملا میری رائے اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ خیر و شر منجانب اللہ ہے وہ کافر ہے اور جس نے گناہ کے کاموں میں اللہ عزوجل کو ذمہ دار ٹھہرایا وہ فاسق و فاجر ہے۔ اللہ عزوجل کسی کو جبراً نیکی پر آمادہ نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی سے جبرا کوئی گناہ کرواتا ہے۔ اللہ عزوجل نے جن چیزوں کا مالک بندے کو بنایا ہے حقیقت میں وہ ہی ان چیزوں کا مالک ہے اور جن چیزوں پر بندوں کو قدرت دی ہے حقیقت میں وہی ان پر قادر ہے۔ اگر کوئی اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے اس سے روکتا نہیں اور جو کوئی نافرمانی کا ارادہ کرتا ہے تو بھی وہ اسے اس سے نہیں روکتا۔ اگر وہ کسی کو اپنے کرم سے اس نافرمانی سے روک دے تو روک دے وگرنہ فی الوقت کچھ نہیں کہتا۔ اللہ عزوجل نے نیک و بد کی ذمہ داری انسان پر عائد کر کے اپنی حجت قائم کر دی ہے اور نیک و بد کی ذمہ داری اللہ پر نہیں ہے۔''

واقعہ نمبر (۵۴):

درختوں پر تازہ کھجوریں لگ گئیں

ایک مرتبہ دورانِ سفر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا گزر کھجوروں کے ایک باغ سے ہوا۔ اس باغ میں موجود کھجوروں کے تمام درخت خشک ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فرزند بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آرام کی غرض سے ایک خشک درخت کے نیچے بستر لگا لیا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش ان درختوں پر کھجوریں ہوتیں تاکہ ہم سب تازہ دم ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر دعا فرمائی تو کچھ ہی دیر میں سوکھے ہوئے درختوں پر تازہ کھجوریں نکل آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ موجود دیگر لوگوں نے ان کھجوروں کو شکم سیر ہو کر کھایا۔

واقعہ نمبر (۵۵):

اولادِ نرینہ عطا فرمائی ہے

شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ باپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے راستہ میں ایک منزل پر قیام فرمایا تو وہاں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ سیدی! میری بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کے حق میں دعائے خیر فرما دیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم گھر جاؤ تمہاری بیوی ٹھیک ہوگئی ہے اور اللہ عزوجل نے تمہیں اولادِ نرینہ عطا فرمائی ہے۔ جب وہ شخص گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے بیٹے کو جنا تھا۔

واقعہ نمبر (۵۶):

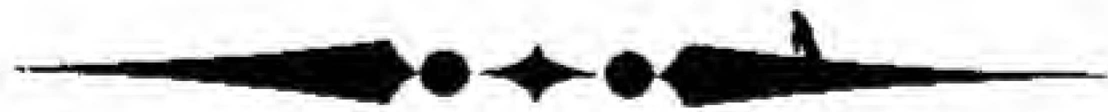
حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت تحمل کے ساتھ اس سے دریافت کیا کہ کیا تو بھوکا ہے یا پھر تجھ پر کوئی اور مصیبت آن پڑی ہے؟ اس دیہاتی نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے پھر سے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خادم سے کہہ کر ایک طشت چاندی کا منگوایا اور اسے دے دیا اور فرمایا کہ اس وقت میرے گھر میں صرف یہی موجود ہے تم اسے رکھ لو۔ اس دیہاتی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کمال تحمل دیکھا تو کہنے لگا کہ میں صدقِ دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

واقعہ نمبر (۵۷):

سائل کی پیشانی شرم سے عرق آلود نہ ہو

ایک مرتبہ ایک اعرابی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت بیان کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس موجود دس ہزار درہم اسے عنایت کر دیئے۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ حضور! آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی حاجت بیان کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اور عطا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے نفوس سوال کرنے سے قبل ہی عطا کرنے کے عادی ہیں تاکہ سائل کی پیشانی شرم سے عرق آلود نہ ہو۔



واقعہ نمبر (۵۸):

اجر بھی ملے گا

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنگدستی اور فقر و فاقہ کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پچاس ہزار اشرفیاں عطا فرما دیں۔ اس شخص سے وہ پچاس ہزار اشرفیاں اٹھائی نہ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مزدوروں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دو مزدور بلائے گئے اور انہوں نے وہ اشرفیاں اٹھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان مزدوروں کو مزدوری الگ سے خود عطا کی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو خادمین نے عرض کیا کہ حضور! اب کچھ بھی پاس نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں اس کا اجر بھی ملے گا اور وہ زیادہ عطا کرے گا۔

واقعہ نمبر ۵۹:

ایک اور موقع پر خطبہ دینا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک اور موقع پر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا:

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، میں تم سب سے زیادہ اس امت کا خیر خواہ ہوں اور کیا تم نہیں چاہتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اتفاق ہو۔ میں اپنے کسی ذاتی مقصد یا تشہیر کے لئے تم لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اور میں اس امر پر راضی ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پورا کروں اور امت کو انتشار سے بچاؤں۔"



واقعہ نمبر (٦٠):

کسریٰ کا تاج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا جانا

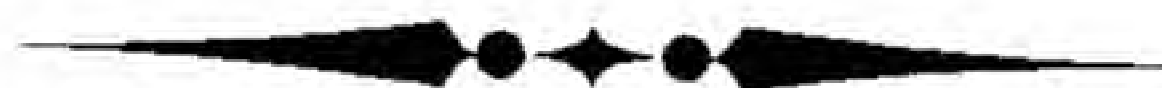
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسریٰ کا تاج حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا۔ تاج کے ساتھ کسریٰ کی زیب و زینت کا سامان بھی تھا۔ اس وقت وہاں کے لوگوں میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ بن ہرمز کے دونوں کنگن ان کے سامنے رکھ دیئے۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے دونوں کنگن اپنے ہاتھ میں ڈالے تو ان کے کندھوں تک پہنچ گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کنگن ان کے ہاتھوں میں دیکھے تو فرمایا الحمد للہ! اللہ کی قدرت دیکھو کہ کسریٰ بن ہرمز کے دو کنگن اس وقت بنو مدلج کے ایک دیہاتی سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کے دو ہاتھوں میں ہیں۔ پھر فرمایا اے اللہ! مجھے معلوم ہے کہ تیرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ انہیں کہیں سے مال ملے اور وہ اسے تیرے راستے میں تیرے بندوں پر خرچ کریں لیکن تو نے ان پر شفقت کرتے ہوئے اور ان کے لئے زیادہ بہتر صورت اختیار کرتے ہوئے ان سے مال کو دور رکھا اور اب میرے زمانے میں یہ مال بہت زیادہ آرہا ہے اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ یہ مال کا زیادہ آنا کہیں

تیری طرف سے عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف داؤ نہ ہو یعنی کہیں اس سے عمر رضی اللہ عنہ کے دین اور آخرت کا نقصان نہ ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

اَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمۡ بِهٖ مِنۡ مَّالٍ وَّبَنِيۡنَ نُسَارِعُ لَهُمۡ فِى الۡخَيۡرٰتِ بَلْ لَّا يَشۡعُرُوۡنَ (المومنون: ۵۶-۵۵)

''کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں یہ بات ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ اس کی وجہ نہیں جانتے۔''

(بیہقی)



واقعہ نمبر (۶۱):

مسجد میں قیلولہ کے بارے میں سوالات

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے اور جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں اور لوگ ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر کہہ رہے تھے۔

یہ امیر المومنین ہیں یہ امیر المومنین ہیں۔



واقعہ نمبر (۶۲):

والدِ محترم کے ساتھ نہر فرات میں

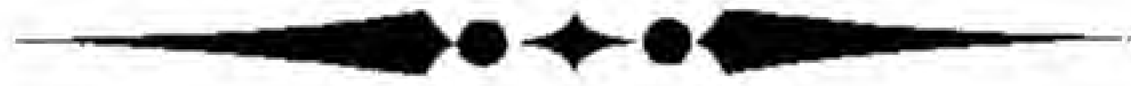
آپ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ نہر فرات میں زبردست طغیانی کے باعث سیلاب آگیا جس سے تمام لوگ متاثر ہوئے کھیت برباد ہو گئے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں فریاد کی۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک و عمامہ شریف اور چادر پاک زیب تن فرمائی، گھوڑے پر سوار ہوئے ایک جماعت آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئی جس میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ پل پر پہنچے اور اپنے عصاء مبارک سے نہر فرات کے طرف اشارہ فرمایا تو نہر کا پانی فوری طور پر تھوڑا سا کم ہو گیا پھر دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید پانی کم ہو گیا جب تیسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو سارا پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہو گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے شور مچایا، امیر المومنین! بس کیجئے اس قدر ٹھیک ہے۔ (شواہد النبوۃ)

واقعہ نمبر (۶۳):

آپ رضی اللہ عنہ کا بھوک کی شدت سے نڈھال ہونا

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں کڑا کے کا فاقہ گزرا، آپ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے کچھ اون لیا تا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اسے بنیں۔ جب بن چکیں تو اس کی مزدوری میں تین صاع گیہوں ملا۔ پہلے دن ایک صاح گیہوں لے کر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیسا اور روٹیاں پکائیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بچوں سمیت کھانے بیٹھیں تو ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے اہل بیت نبوت! میں مسکین ہوں اللہ کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ چنانچہ وہ چند روٹیاں جو پکی تھیں اسے دے دی گئیں۔ دوسرے دن پھر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع گیہوں پیسے اور روٹیاں پکائیں جب سب کھانے بیٹھے تو پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے اہل بیت نبوت! میں ایک یتیم ہوں خدا کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ۔ ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں۔ تیسرے دن پھر وہی ماجرا گزرا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گیہوں پیس کر روٹیاں پکا چکیں تو کسی نے دروازہ پر صدا دی اے اہل بیت نبوت! میں بھوکا ہوں خدا کے لئے مجھے کچھ کھلاؤ اور ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں۔ سب نے پانی پی پی کر رات گزاری لیکن حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما بھوک کی شدت

سے نڈھال ہونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے دریافت فرمایا تو سب کے ہاں یہی جواب ملا کہ برکت ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ وہ بھی بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ کسی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس کھجوریں ہیں۔ اس کے پاس آدمی بھیجا گیا لیکن وہاں بھی نہ ملیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ ٹوکری لو اس کھجور کے درخت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اپنی کھجوروں سے ہمیں شکم سیر کر دے۔ اللہ عزوجل کے حکم سے کھجوریں گرنے لگیں۔ سب لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھائیں۔ باقی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیج دی گئیں کہ وہ خود کھائیں اور بچوں کو بھی کھلا دیں۔



واقعہ نمبر (۶۴):

آپ رضی اللہ عنہ کا گواہ بننا

جنگ صفین کا واقعہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شرکت کے لئے تیاری فرمارہے تھے تو پتہ چلا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی زرہ کہیں گم ہوگئی ہے تلاش کیا گیا لیکن زرہ کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ جب جنگ ختم ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس کوفہ تشریف لے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک یہودی کے پاس وہ زرہ موجود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے فرمایا کہ یہ زرہ تو میری ہے میں نے نہ تو اس کو فروخت کیا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا ہے پھر یہ تمہارے پاس کس طرح سے آگئی؟ یہودی بڑی ڈھٹائی سے بولا کہ یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بارے میں قاضی کے پاس دعویٰ کرتا ہوں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فوری طور پر قاضی شریح رضی اللہ عنہ کی عدالت میں گئے اور ان کے برابر تشریف فرما ہوگئے پھر قاضی شریح رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر میرا مدمقابل یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں مخصوص جگہ پر کھڑا ہوتا لیکن میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ عزوجل نے یہودیوں کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی ان کو حقیر جانو۔ یہ معاملہ دیکھ کر قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کیا دعویٰ کرنا چاہتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہودی کے پاس میری زرہ ہے، نہ میں نے اس کو فروخت کیا ہے اور نہ ہی اس کو میں نے ہبہ کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان کے بعد قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے پوچھا کہ تم اس دعویٰ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

یہودی نے جواب دیا کہ یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ اس پر قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ اس بارے میں کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں ایک میرا غلام قنبر اور میرا بیٹا حسن رضی اللہ عنہ اس بات کے گواہ ہیں کہ زرہ کا مالک میں ہوں۔

قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے لئے کسی مقدمہ میں پیش کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا اہل جنت کی گواہی غلط اور ناجائز ہے حالانکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اہل جنت کے سردار ہیں۔

ابھی یہ بحث ہو ہی رہی تھی کہ وہ یہودی پکار اٹھا اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ مقدمہ کے فیصلے کے لئے مجھے قاضی کی عدالت میں لے آئے اس کے باوجود کہ آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہیں اور صاحب اختیار ہیں یہی بات کیا کم تھی کہ پھر جب قاضی نے بھی آپ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح جرح کی جس طرح کہ عام لوگوں سے کی جاتی ہے، بیشک یہی دین اسلام کے حق ہونے کی نشانی ہے بلاشبہ یہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ ہی کی ہے۔ یہودی پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ کلمہ اسلام پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (مغنی الواعظین)

واقعہ نمبر ۶۵:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لباس انتہائی معمولی

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ مال دار تھے لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کا لباس نہایت معمولی ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی چادر کی قیمت زیادہ سے زیادہ آٹھ درہم تھی جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی قمیض کی قیمت بھی آٹھ درہم سے زیادہ نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ پاؤں میں جو جوتی پہنتے تھے وہ باریک تسمے والی اور درمیان سے کٹی ہوئی ہوتی تھی۔

واقعہ نمبر ۶۶:

اپنے اپنے وظائف لیتے جاؤ

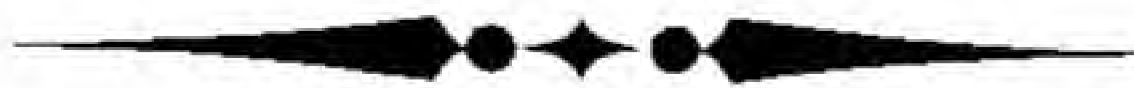
حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منادی کرتے دیکھا وہ اعلان کر رہے تھے کہ

''اے لوگو! صبح اپنے اپنے وظائف لینے آؤ۔''

پس لوگ آئے اور اپنے وظائف لے کر جانے لگے اور پھر شام کے وقت یہ منادی کرتے۔

''اے لوگو! آؤ اور اپنے روز ینے لیتے جاؤ۔''

چنانچہ لوگ جوق در جوق آتے اور روز ینے لے کر جاتے۔



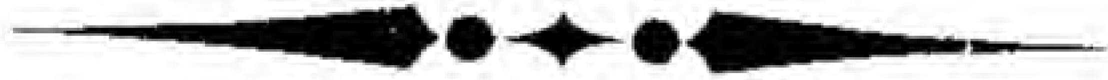
واقعہ نمبر ۶۷:

آرمینیہ کی جنگ میں حصہ لینا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ دمشق کے گورنر تھے انہوں نے حضرت صہیب بن مسلمہ بن خالد فہری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر آرمینیہ کی طرف روانہ کر دیا اور حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہروں کے شہر فتح کرتے ہوئے رومیوں کو جزیہ پر مجبور کرتے ہوئے آرمینیہ کی جانب بڑھنے لگے۔ ہرقل کا بیٹا قسطنطین جو کہ اس وقت روم کی سلطنت پر تخت نشین تھا اس نے اسی ہزار رومیوں کا ایک لشکر حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے آگاہ کیا تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہیں کسی دلیر سپہ سالار کی سربراہی میں دس ہزار مجاہدین کو حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے بھیجنے کا حکم دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خط جب حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ملا اس وقت وہ موصل میں تھے اور آذربائیجان کو فتح کرنے کے بعد کوفہ کی جانب واپس آ رہے تھے۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو آٹھ ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ آرمینیہ میں لشکر اسلام کا رومی افواج سے ایک زبردست مقابلہ ہوا جس کے بعد رومی فوج پسپا ہونے پر

مجبور ہو گئی اور انہیں کافی جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور آرمینیہ باقاعدہ اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔ اس دوران لشکر اسلام آرمینیہ سے ہوتا ہوا ایشیائے کوچک تک چلا گیا اور طبرستان سے ہوتے ہوئے بحر قزوین کے مشرقی کنارے جا پہنچے۔ اس دوران شمال کی جانب فتوحات کا سلسلہ بحر اسود تک جا پہنچا۔ بحیرہ خزر کے نواح میں طبرستان کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اس لشکر میں نوجوان مجاہدین بڑی تعداد میں موجود تھے۔ لشکر اسلام نے مختصر سی جنگ کے بعد فتح حاصل کی اور سالانہ دو لاکھ درہم جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ اس معرکہ میں طبرستان خراسان اور جرجان کے علاقے فتح ہوئے۔



واقعہ نمبر (۶۸):

افریقہ کی مہم میں حصہ لینا

افریقہ کی مہم کا آغاز ۲۵ ہجری میں شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حکم ملا کہ وہ افریقہ پر چڑھائی کریں۔ اگر افریقہ فتح ہوگیا تو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ انہیں انعام کی صورت میں ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اجازت ملتے ہی دس ہزار سپاہ کے ہمراہ مصر سے نکل کر برقہ کی جانب پیش قدمی کی۔ برقہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دور میں جزیہ کی شرط پر صلح ہو چکی تھی لیکن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد برقہ کے لوگوں نے بغاوت کر دی اور جزیہ کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جب برقہ پر دوبارہ چڑھائی کی تو ان لوگوں نے جزیہ کی ادائیگی کے لئے دوبارہ حامی بھر لی جس سے بغیر کسی جنگ کے برقہ پر دوبارہ لشکر اسلامی کا کنٹرول ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے برقہ کے بعد طرابلس کی جانب پیش قدمی شروع کر دی۔

طرابلس یونانی افریقہ کے شمالی ساحلی علاقوں میں ایک مشہور شہر تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص' حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر' حضرت عبداللہ بن عباس'

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسین اور حضرت ابن جعفر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر عظیم حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر کی سربراہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کر رہے تھے جو نہایت برق رفتاری سے اپنے لشکر کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ رومیوں نے طرابلس سے باہر نکل کر مقابلہ کیا اور کچھ دنوں کی جنگ کے بعد شکست فاش سے دوچار ہوئے اور بھاری مالی و جانی نقصان اٹھانے کے بعد میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے اور طرابلس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلامی جس کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی رفتہ رفتہ آگے بڑھا اور تیونس، مراکش اور الجزائر کو فتح کرتا ہوا شمالی افریقہ کے ایک بہت بڑے حصے پر قابض ہو گیا۔

جزیرے کے خاتمے کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ مصر واپس لوٹ آئے۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے واپس آتے ہی قسطنطین جو کہ ہرقل کا بیٹا تھا چھ سو کشتیوں پر اپنی فوج کے ہمراہ اسکندریہ پر حملہ آور ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو جب اسکندریہ پر قسطنطین کے حملہ کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ اسکندریہ پہنچے۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامی فوج کے ہمراہ اسکندریہ پہنچ گئے۔ نمازِ فجر کے بعد اسلامی فوج کی صف بندی کی گئی اور گھمسان کی جنگ کے بعد رومی فوج میدانِ جنگ سے فرار ہو گئی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو افریقہ کی فتح کے ساتھ پانچواں حصہ انعام کے طور پر دیا مگر دیگر اکابرین نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی مخالفت کی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو دی گئی انعامی رقم واپس لے لی۔

واقعہ نمبر ۶۹:

ایک بیمار کا صحت یاب ہونا

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دونوں بیٹوں یعنی حضرت سیدنا امام حسن وحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حرم کعبہ میں موجود تھے کہ نصف شب کو کسی کہنے والے کو بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لئے دعا کرتے ہوئے سنا جو کہ زار و قطار رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

"اے وہ ذات اقدس! جو تاریکیوں میں پریشان و بے چین کی دعا سنتی ہے۔ اے ذات اقدس! جو بیماروں کی تکلیف اور دکھ کو دور فرماتی ہے تیری خدمت میں حاضری دینے والے کعبہ کے ارد گرد سو گئے ہیں لیکن اے زندہ وکائنات کے سہارے! تو تو کبھی بھی نہیں سویا کرتا۔ کیا تو صرف اپنی سخاوت سے میری لغزشوں پر اپنی معافی کا وسیع دامن پھیلا دے گا؟ تیری ہی ذات کی امیدیں لے کر حرم پاک میں مخلوق اکٹھی ہے اگر خطار کار ہی تیری معافی کے امیدوار نہ ہوں تو پھر خطا کاروں پر تیرے سوا اور کون نعمتوں کی بارش فرمائے گا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ فالج زدہ

تھا اور وہ زمین پر گھسیٹتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے جسم کا ایک حصہ فالج زدہ تھا اور وہ زمین پر گھسیٹتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے۔

اس نے عرض کی اے امیر المومنین! میں لہو ولعب اور گناہوں میں مبتلا رہنے والا شخص تھا اور میرا باپ جو نہایت ہی نیک اور شریعت مطہرہ کا پابند مسلمان تھا مجھے نصیحت فرماتا تھا کہ اللہ عزوجل کی کچھ سختیاں اور کچھ گرفتیں ہیں جو ظالموں سے دور نہیں ہیں۔ جب میرے والد نے بار بار نصیحتیں کیں تو ایک دن میں آپے سے باہر ہو گیا اور اپنے باپ کو پیٹ ڈالا۔ میرا باپ یہ قسم کھا کر چل دیا کہ مجھے بددعا دے گا چنانچہ وہ رنج وغم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ میں آیا اور میرے لیے بددعا کرنے لگا ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو فالج زدہ ہو گیا اور میں زمین پر گھسیٹ کر چلنے لگا۔ میں اپنے کئے پر سخت نادم تھا اور غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں رو رو کر اپنے باپ سے معافی کا طلبگار ہوا میں نے بڑی مدارت سے انہیں راضی کیا اور میرے باپ نے اپنی شفقت سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو میں وہاں پر ہی تیرے حق میں دعا کروں گا جہاں پر تجھے بددعا دی تھی چنانچہ میں نے اپنے باپ کو اونٹنی پیش کی اور اس پر سوار کر کے مکہ مکرمہ لا رہا تھا کہ راستے میں اچانک ایک مقام پر اونٹنی بدک کر بھاگ کھڑی ہوئی اور میرا باپ دو چٹانوں کے درمیان اس سے گر کر جاں بحق ہو گیا اور اب میں تنہا حرم کعبہ میں آ کر دن رات رو رو کر اللہ عزوجل سے اپنی صحت یابی کے لئے دعائیں

مانگتا رہتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی ساری بات سن کر فرمایا کہ اے شخص! اگر تیرا باپ تجھ سے راضی ہو گیا تھا تو اطمینان رکھ کہ اللہ کریم بھی تجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ میرا باپ مجھ سے راضی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور چند رکعتیں پڑھ کر کئی مخفی دعائیں فرمائیں جو کہ اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ مبارک ہو۔ اٹھ کھڑا ہو جا یہ سنتے ہی وہ شخص اٹھا اور پہلے کی طرح چلنے لگا۔ وہ بالکل صحت یاب ہو گیا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے باپ کے راضی ہونے کی قسم نہ کھاتا تو میں تیرے لئے ہرگز دعا نہ کرتا۔

(حجتہ اللہ علی العالمین جلد دوم)

واقعہ نمبر (۷۰):

اللہ عزوجل ابوذر پر رحم فرمائے

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے فقر مالداری سے اور بیماری صحت سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو آدمی بھی اللہ عزوجل پر بھروسہ کرے اور یہ سمجھے کہ اللہ عزوجل جو حالت بھی اس کے لئے پسند فرماتے ہیں وہ خیر ہی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی حالت کے علاوہ کسی اور حالت کی کبھی تمنا نہ کرے گا اور یہ کیفیت رضا بر رضا کے مقام کا آخری درجہ ہے۔ (ابن عساکر)

واقعہ نمبر (71):

خود بھی کھاؤ اپنے اہل وعیال کو بھی کھلاؤ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حلوہ کا ایک گھڑا ہدیہ میں بھیجا جسے تم نے دیکھا تھا اور اللہ کی قسم! اس دن خود حضور نبی کریم ﷺ کو اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو اس گھڑے کی ضرورت تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا تو وہ اس گھڑے کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس گیا۔ وہ جس آدمی کے پاس پہنچتا وہ گھڑے میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے حلوہ نکال لیتا اور پھر اسے کھا لیتا چنانچہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے ہاتھ ڈالا اور اس میں سے دو مرتبہ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اور لوگوں نے تو ایک مرتبہ لیا ہے اور میں نے دو مرتبہ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم خود بھی کھا لو اور اپنے اہل وعیال کو بھی کھلاؤ۔ (ابن جریر)

واقعہ نمبر (۴۲):

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی عزت افزائی

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ... رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے جوڑے ... تو انہوں نے لوگوں کو پہنا دیئے۔ شام کو لوگ وہ جوڑے پہن کر آئے۔

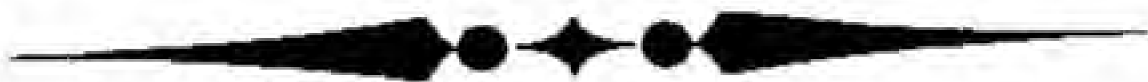
اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ ان کے پاس آکر ان کو سلام کرتے اور ان کو دعائیں دیتے۔

اتنے میں حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما اپنی والدہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور ان کے جسم پر ان جوڑوں میں سے کوئی ... نہیں تھا۔

یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ غمگین اور پریشان ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور فرمایا اللہ کی قسم! تم لوگوں کو جوڑے پہنا کر مجھے خوشی نہیں ہوئی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو تو پہنا نہیں سکا۔

- لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی رعایا کو جوڑے پہنا کر اچھا کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ یہ دو

لڑکے لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آرہے تھے اور ان کے جسم پر ان جوڑوں میں سے کوئی جوڑا نہیں ہے۔ یہ جوڑے ان دونوں سے بڑے ہیں اور یہ دونوں ان جوڑوں سے چھوٹے ہیں اس وجہ سے ان کو جوڑے نہیں دیئے پھر انہوں نے یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے لئے جلدی سے دو جوڑے بھیجو چنانچہ انہوں نے دو جوڑے بھیجے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حضرات کو پہنا دیئے۔ (کنز العمال)



واقعہ نمبر (۴۳):

ایک کھجور میں بہت سارے ذرے

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سائل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا حضور ﷺ نے اسے ایک کھجور دے دی اس آدمی نے کہا سبحان اللہ! نبیوں میں سے اتنے بڑے نبی اور وہ ایک کھجور صدقہ دے رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس ایک کھجور میں بہت سارے ذرے ہیں۔ پھر حضور ﷺ کے پاس دوسرا سائل آیا حضور ﷺ نے اسے بھی ایک کھجور دی۔ اس نے خوش ہو کر کہا یہ کھجور مجھے نبیوں میں سے ایک نبی کی طرف سے ملی ہے جب تک میں زندہ رہوں گا یہ کھجور میرے پاس رہے گی اور مجھے امید ہے کہ اس کی برکت ہمیشہ ملتی رہے گی۔ پھر حضور ﷺ نے لوگوں کو اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اور کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ مال دار ہو گیا۔ (بیہقی)

واقعہ نمبر (۷۴):

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی حفاظت کرنا

روایات میں آتا ہے کہ شرپسندوں نے جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے مکان پر باقاعدہ حملہ کیا تو اس وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر تعینات حضرت سیدنا امام حسن، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور دیگر نے ان سازشیوں کو روکنے کی کوشش اور ان سے مقابلہ کر کے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب لڑائی کی صورتحال دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں لڑائی کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ میں کسی مسلمان کا خون بہانا نہیں چاہتا۔

واقعہ نمبر (۷۵):

عثمان رضی اللہ عنہ کو خون آلود کپڑوں میں دفن کرنا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی مدفون کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو غسل نہیں دیا گیا۔"

جبکہ مسند احمد کی روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(تاریخ طبری جلد سوم حصہ اول صفحہ ۴۴۴تا۴۵۳)

واقعہ نمبر (۷۶):

آپ رضی اللہ عنہ کا والد کو آگاہ کرنا

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے امامت کے لئے درخواست کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے امامت کرانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: میں ایسی حالت میں تمہاری امامت کروں جبکہ تمہارا امام موجود ہو اور اسے قید کر دیا جائے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تنہا نماز ادا کی اور گھر چلے گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب گھر پہنچے تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ گھر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شدید ہو گیا ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: یہ باغی انہیں شہید کر دیں گے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کئے جانے کے بعد کس مقام پر دیکھتے ہیں؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کو جنت کے باغات میں دیکھتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! ان باغیوں کا کیا انجام ہوگا؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سب آگ اور ذلت کے گڑھوں میں ہوں گے۔

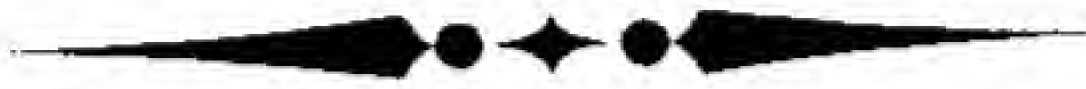
واقعہ نمبر (77):

والد کا نصیحت کرنا

روایت میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب والد بزرگوار کو زخمی حالت میں دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے حسن (رضی اللہ عنہ)! تو کیوں روتا ہے؟ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! میری چار باتوں کو یاد رکھنا یہ تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ اول تمام دولت سے زیادہ بڑی دولت عقل کی ہے، دوم سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے، سوم سب سے زیادہ وحشت خود بینی ہے اور چہارم سب سے بہتر چیز اخلاق حسنہ ہے۔ نیز چار باتیں مزید یہ ہیں کہ خود کو احمق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔ اپنے آپ کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ دور کے لوگوں کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کرے گا۔ اپنے آپ کو بخیل کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اپنے آپ کو فاسق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھے معمولی شے کی خاطر بیچ دے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المومنین! کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لیں؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس معاملے میں تم سے کچھ نہ کہوں گا تم اپنے بعد جسے بہتر سمجھو اسے اپنا خلیفہ مقرر کر لینا۔



واقعہ نمبر (78):

والد کا آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا خواب بتانا

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سترہ رمضان المبارک کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ خواب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس بات کا شکوہ کیا کہ آپ ﷺ کی اُمت نے میرے ساتھ نہایت برا سلوک روا رکھا اور مجھے ناحق ستایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم اللہ سے دعا کرو۔ چنانچہ میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ مجھے ان سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

واقعہ نمبر ۷۹:

سوالی کو لذیز کھانا پیش کرنا

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بدو مالی اعانت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسے لذیز کھانا پیش کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور مسجد کے صحن میں کھانا کھانے لگے۔ بدو نے دیکھا کہ ایک شخص روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا رہا ہے۔ اس نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ میں لذیذ کھانا کھاؤں جبکہ وہ شخص روٹی کے خشک ٹکڑے کھائے میں اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے فرمایا۔

"تم کھانا کھاؤ وہ یہ کھانا نہیں کھاتے وہ میرے والد بزرگوار امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔"

واقعہ نمبر ۸۰:

والد ماجد کو خلافت کا قطعی شوق نہیں تھا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا قطعی شوق نہیں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ دوران خلافت بصرہ میں تشریف لائے تو حضرت ابن الکواء اور حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے اس میں کہاں تک سچائی ہے؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات قطعی غلط ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کرتے تو میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو منبر رسول پر نہ چڑھنے دیتا خواہ اس معاملہ میں میرا کوئی اور ساتھ نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت مرض وصال فرمایا اور اپنے مرض کے دوران حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا جس سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق ہوئی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین جانشین تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے

وصال کے وقت حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے عمل درآمد کرنے والے تھے اور انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد منصب خلافت کا بھرپور حق ادا کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب وقت شہادت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سمیت چھ افراد کو خلافت کے لئے نامزد کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کریں جس کے بارے میں انہیں جوابدہ ہونا پڑے اور انہوں نے اس مقصد کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) جو کہ خلافت کے بہترین امیدوار ہو سکتے تھے انہیں منصب خلافت سے باہر کر دیا۔ پھر ہم چھ ارکان کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی اور پھر میں نے بھی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور میرے جو حقوق تھے وہ میں نے ادا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی' ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں' ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں دیں۔

واقعہ نمبر (۸۱):

قاتل کو ایک ہی وار سے ہلاک کرنا

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھانجے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اس دوران سورج طلوع ہو چکا تھا۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں گھر لے گئے۔ ابن ملجم کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے مجھے مارنے پر آمادہ کیا؟ ابن ملجم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا اور اللہ سے دعا کی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو خلق کے لئے شر کا باعث ہو۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس تلوار سے مارا جائے گا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل بالخصوص اپنے فرزند حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اگر میں جانبر نہ ہو سکا تو تم اسے قصاص کے طور پر اسی تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر ڈالنا۔



واقعہ نمبر (۸۲):

حسنین کریمین سے بغض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض

مسند امام احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

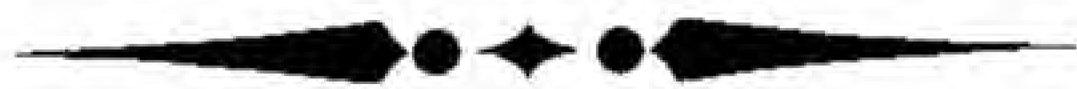
"جس نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

واقعہ نمبر (۸۳):

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

ترمذی شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر دعا مانگی کہ:

”اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما۔“



واقعہ نمبر (۸۴):

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں

ترمذی شریف میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل اوڑھ رکھا ہے اور اس میں کوئی شے حرکت کر رہی ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کمبل مبارک کھول دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور میں اللہ سے ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔

واقعہ نمبر ۸۵:

ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم ہوتا ہے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔

واقعہ نمبر (۹۶):

ناراضگی منظور نہیں

ایک دفعہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تختی لکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کرنے لگے: نانا جان! دونوں میں سے کس کا خط اچھا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی ایک کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اسے رنج نہ پہنچے خود فیصلہ نہ فرمایا اور ان کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی خود فیصلہ نہ کیا اور ان کو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے خط کی زیادہ پہچان نہیں ہے اس لیے میں یہ سات موتی زمین پر ڈالتی ہوں۔ تم میں سے جو زیادہ موتی چن لے گا اسی کی تختی اچھی ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے موتی ہوا میں اچھال دیئے اور جب زمین پر گرے تو جنت کے شہزادوں نے ان کو چننا شروع کیا۔ دونوں نے تین تین موتی چن لیے۔ اب دونوں میں سے کوئی ایک ساتواں موتی اٹھا سکتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ساتواں موتی اٹھالیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں شہزادوں نے آدھا آدھا اٹھالیا۔ دونوں شہزادوں میں سے کسی کو شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا آج اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کی اتنی رنجیدگی بھی منظور نہیں اور ایک وقت آئے گا دونوں کو آزما

واقعہ نمبر (۸۷):

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ کا غم کسی بھی طرح دوسروں سے کم نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک رہنما و راہبر کی کمی محسوس ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرط جذبات سے چومنا اور ان لبوں کی لطافت آپ دونوں بھائی اپنے چہرے پر محسوس کرتے تھے اس کو یاد کرتے تو دل ڈوبنے لگتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کیفیت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔ اس وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے جگر گوشوں اور زوجہ کی دلجوئی کی ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے۔

واقعہ نمبر ⑧:

مسلمانوں کے امیر منتخب ہونا

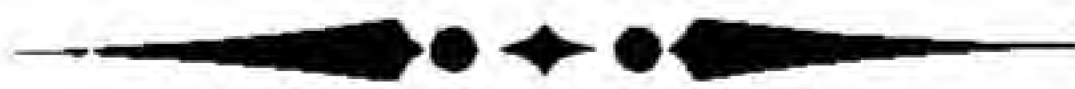
ماہِ رمضان ۴۰ھ میں ایک خارجی نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ زخمی ہونے کے بعد تین دن تک آپ رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی جانشینی کے بارے میں پوچھا گیا اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ میں حکم دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں۔ تیسرے دن آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین سے فراغت کے بعد کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت ہوئی۔ روایات کے مطابق اس وقت بیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم نہ کیا اور عراق کی طرف فوجی پیش قدمی شروع کر دی اس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے۔ انہیں عبداللہ بن عامر کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو وہ بھی اہل عراق کو ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ ساباط پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج میں کمزوری اور جنگ سے پہلوتہی کے آثار دیکھے تو فرمایا:

"لوگو! میں کسی مسلمان کے خلاف اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور تمہارے لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا

ہوں تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں امید ہے تم
اسے رد نہیں کرو گے۔ جس اتحاد اور یگانگت کو تم ناپسند کرتے ہو
وہ اس سے بہتر ہے جو تم پسند کرتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم
میں سے اکثر لوگ جنگ سے گریز کرنا چاہتے ہیں میں تم لوگوں
کو تمہاری مرضی کے خلاف لڑنے پر مجبور نہیں کرنا چاہتا۔''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر وہ لوگ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شدید مخالف تھے اور ان سے لڑنا فرض عین سمجھتے تھے وہ برہم ہو گئے۔ انہوں نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی اور انہیں گھیر لیا۔ ربیعہ اور ہمدان کے قبیلوں نے ان لوگوں کو پیچھے ہٹایا اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر مدائن کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ یوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث بنے گا پوری ہوگئی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد سیاسی امور سے علیحدگی اختیار کری اور پھر کسی سیاسی معاملے میں مداخلت نہ فرمائی۔



واقعہ نمبر (۸۹):

میرا بیٹا مجھ پر سوار ہے

ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مغرب یا عشاء کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنی گود میں حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اُٹھا رکھا تھا۔ نماز پڑھانے لگے تو آپ نے اُنہیں اتار کر اپنے قریب بٹھا دیا اور نماز شروع کر دی۔ جب آپ سجدے میں گئے تو بہت دیر تک سجدے ہی میں جھکے رہے خاصی دیر کے بعد میں سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہے اور آپ سجدے ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں پھر سجدے میں چلا گیا۔ جب نماز ختم ہوگئی تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ایک سجدہ بہت طویل کر دیا ہمارا خیال ہے کہ یا تو کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آ گیا تھا یا اس دوران وحی نازل ہوتی رہی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی واقع نہیں ہوئی تھی۔ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوگیا تھا میں نے اسے ہٹانا پسند نہیں کیا۔"

واقعہ نمبر ۹۰:

فرمودات

☆ جس کو عقل نہیں ملی اسے ادب بھی نہیں ملا۔

☆ تین برائیوں سے لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اول تکبر' دوم حرص اور سوم حسد۔

☆ تکبر سے دین مٹ جاتا ہے۔

☆ ضرورت کا پورا نہ ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس کے لئے کسی نااہل کی طرف رجوع کیا جائے۔

☆ حسد برائی کا پیغام لانے والا ہے۔

☆ جس میں حیا نہیں اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ فقر اور دولت مندی دونوں حالتوں میں میانہ روی قائم رکھو۔

☆ دانائی دین کی محافظت' عزت نفس' عجز و انکساری اور ایفائے عہد ادائے حقوق اور خلق خدا کی محبت میں پوشیدہ ہے۔

☆ حلم غصہ کا پی جانا اور نفس پر قابو رکھنے کا نام ہے۔

☆ مکارم اخلاق دس چیزیں ہیں۔ اول زبان کی سچائی' دوم جنگ کے وقت حملہ کی شدت' سوم سائل کو دینا' چہارم حسن اخلاق' پنجم احسان کا بدلہ ششم صلہ رحمی' ہفتم پڑوسی کی حفاظت وحمایت' ہشتم حق دار کی حق شناسی' نہم مہمان

نوازی اور دہم شرم وحیاء وغیرت

☆ اپنے سفر کے لئے تیار ہو جا اور موت آنے سے قبل زادِ راہ مہیا کر لے۔

☆ اللہ کی قسم اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ نیکو کار اپنی نیکی میں مشغول رہے اور بدکار اپنی برائی میں مصروف رہے۔

☆ دنیا کو کم کرو اور اسے ایک مردار کی مانند خیال کرو۔

☆ عزت صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔

☆ کسی شخص کے پاس اس وقت تک نہ جاؤ جب تک تم اس کے علم سے فائدہ حاصل نہ کرسکو۔

☆ مومن دنیا میں زادِ راہ حاصل کرتا ہے اور کافر صرف دنیاوی فائدہ۔

☆ اللہ عزوجل کی حرام کی ہوئی چیزوں سے علیحدگی اختیار کرو تو عابد بن جاؤ گے۔

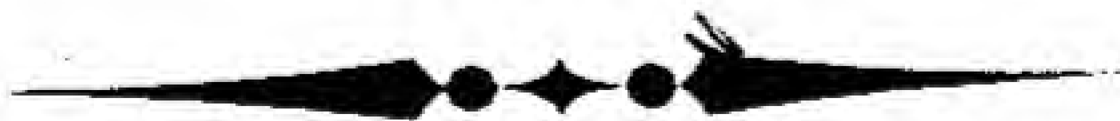
☆ اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔

☆ نیکی وہ ہے جس کے کرنے میں کسی قسم کی ریاکاری نہ ہو۔

☆ سوال سے قبل ہی عطا کر دینا بڑی سخاوت ہے۔

☆ گناہ پر سزا دینے میں جلد بازی نہ کرو بلکہ درمیانی راستہ ہمیشہ کھلا رکھو۔

☆ نعمتیں جب تمہیں میسر تھیں تم اس کا شکر ادا نہ کر سکے اور جب وہ تم سے واپس لے لی گئیں تو تمہیں ان کی قدر یاد آ گئی۔



واقعہ نمبر (۹۱):

ازواج

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد کثیر ہے جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی بے شمار اولاد تولد ہوئی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں حضرت سیدنا قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا ابوبکر بن حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ وغیرہم نے بھی واقعہ کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد کے متعلق کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد ۱۰۰ اور ایک روایت کے مطابق ۷۰ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کثیر ازواج کے متعلق روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حسن (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جس کا جسم متمسک ہوگا اس پر جہنم کی آگ حرام ہوگی۔

کتب سیر میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی جن ازواج کے اسمائے مبارکہ کا ذکر موجود ہے وہ ذیل ہیں۔

۱۔ ام بشیر بنت ابومسعود

۲۔ خولہ بنت منظور

۳۔ فاطمہ بنت ابومسعود

۴۔ ام اسحٰق بنت طلحہ

۵۔ ام ولد

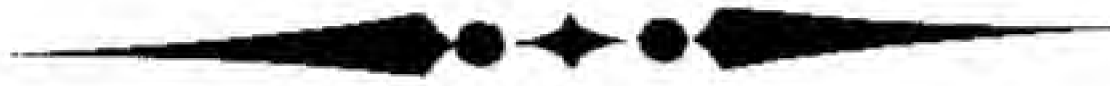
۶۔ رملہ

۷۔ ام الحسن

۸۔ تقفیہ

۹۔ امراء القیس

۱۰۔ جعدہ بنت اشعث



واقعہ نمبر (۹۲):

اولاد

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔ صحیح روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تعداد سترہ ہے جن کے نام ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت حسین الاثرم رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

۱۳۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

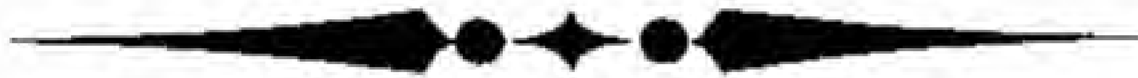
۱۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

۱۵۔ حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا

۱۶۔ حضرت ام الحسین رضی اللہ عنہا

۱۷۔ حضرت ام الحسن رضی اللہ عنہا

سلسلہ قادریہ عالیہ کے بانی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد بزرگوار کی جانب سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔



واقعہ نمبر ۹۳:

موتو والی موت

موتو والی موت نہ ملسی جیں وچ موت حیاتی ھو
موت وصال تھیوسے ہکا جد اسم پڑھوے ذاتی ھو
عین دے اندر عین تھیوسے دور ہووے قربانی ھو
ھو دا ذکر ہمیش سڑیندا' دینہاں سکھ نہ راتی ھو

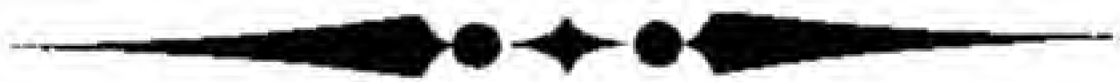
جب تک بندے کو موتو اقبل ان تموتوا جیسی موت نصیب نہیں ہوتی اس وقت تک اسے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی اور معرفت الٰہی کے بغیر آنے والی موت بے کار اور لاحاصل موت ہے۔ جہاں تک موتو اقبل ان تموتوا کا تعلق ہے تو اس سے مراد انسان کا اپنے نفس کی خواہشات سے مکمل نجات پانا ہے اور جب انسان اپنی نفسانی خواہشات سے مکمل چھٹکارا پالیتا ہے تو پھر وہ واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت بھی موتو اقبل ان تموتوا والی موت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ واصل باللہ تھے اور صحیح معنوں میں عاشق الٰہی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی سیرت و صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور عبادت و ریاضت کے بھی اتنے ہی مشتاق تھے جیسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ابتدائی برس چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ بسر ہوئے تھے اور یہی وہ ابتدائی تربیت تھی جس کا اثر تادم وصال آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر نمایاں تھا۔

واقعہ نمبر (۹۴):

عمر مبارک کے چند روز باقی

ابن سعید کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں چشم مبارک کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھی ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اہل بیت نے خواب سنا تو خوش ہوئے مگر جب یہ خواب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کے کچھ ہی روز باقی رہ گئے ہیں۔



واقعہ نمبر ۹۵:

بیوی کا زہر دینا

روایات کے مطابق مدینہ منورہ میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے یزید بن معاویہ کے کہنے پر آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا۔ یزید نے جعدہ سے کہا تھا کہ اگر وہ آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دے دی گی تو وہ اس سے نکاح کر لے گا۔ چنانچہ جب جعدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دے دیا تو یزید نے کہلا بھیجا کہ جب میں نے یہ برداشت نہ کیا کہ تو ان کے نکاح میں رہے تو میں تمہیں اپنی ذات کے لئے کیوں پسند کروں گا؟

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کا اثر اس قدر شدید تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دستوں کے ذریعے نکلنے لگیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے جس نے یہ حرکت کی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اسے مارنا چاہتے ہو؟ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! میں اسے مارنا چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرا قاتل وہی ہے جس کا گمان مجھے ہے تو اللہ عزوجل سخت بدلہ لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو پھر میں نہیں چاہوں گا کہ تم کسی بے گناہ کو قتل کرو۔

واقعہ نمبر (۹۶):

ناحق کسی بے گناہ کا خون بہے

صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو انتہائی تیز زہر پلایا گیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت بے حد ناساز ہوگئی۔ جب یہ خبر پھیلنی شروع ہوئی تو لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ کی خبرگیری کے لئے تشریف لانے لگے۔ زہر کی شدت کی وجہ سے آنتیں کٹ رہی تھیں اور قے کر کے حلق خشک ہو چکا تھا۔ اہل وعیال کے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے غم کی شدت میں جب قاتل کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ اگر قاتل وہی ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ عزوجل بدلہ لینے والا ہے اور اگر قاتل وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی بے گناہ کی جان جائے۔

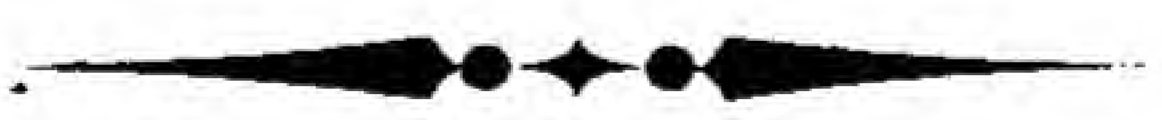
حضرت ابوبکر بن حفص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا اور ان کو زہر ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے دیا۔

واقعہ نمبر (۹۷):

بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نصیحت

جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تکلیف کی شدت بڑھ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا:

''بہن! دعا کرو کہ اللہ عزوجل ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ والدین میرا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ عزوجل تمہارا نگہبان ہو تم میرے بعد خاندان کی نگہبان ہو ان کو کوئی تکلیف نہ آنے دینا۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور رضائے الٰہی میں راضی رہنا۔''



واقعہ نمبر (۹۸):

بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے گفتگو

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب بڑے بھائی کی یہ گفتگو سنی تو والہانہ گلے سے لپٹ گئے اور روتے ہوئے کہنے لگے کہ بھائی! آپ رنجیدہ نہ ہوں، عنقریب آپ رضی اللہ عنہ نانا جان، محبوب خدا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہیں۔ مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا قاسم، حضرت سیدنا طاہر، حضرت سیدنا حمزہ و حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہم کا دیدار آپ رضی اللہ عنہ کو نصیب ہونے والا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میرے پیارے بھائی! میں ایسے امر میں داخل ہونے والا ہوں جس کی مثل اب تک داخل نہیں ہوا اور میں خلق الٰہی میں ایسی خلق کو دیکھ رہا ہوں جس کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھی۔''

نیز فرمایا:

''اے حسین (رضی اللہ عنہ)! میں اس وقت کو بھی دیکھ رہا ہوں جب تمہارے لئے اللہ کے سوا کسی کی کوئی مدد نہ ہوگی۔ اپنے نانا اور والد کی نصیحت کے مطابق صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور تم بھی عنقریب ہم سے ملنے والے ہو۔''

واقعہ نمبر (۹۹):

نمازِ جنازہ

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر آناً فاناً مدینہ منورہ اور گردونواح میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ کے مکان پر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اس موقع پر ہر آنکھ اشک بار تھی۔ حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اس سے پہلے شاید ہی کبھی مدینہ منورہ میں اتنا ہجوم ہوا ہو۔ لوگوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شے زمین پر گر جاتی تو اسے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اٹھایا نہ جا سکتا تھا۔

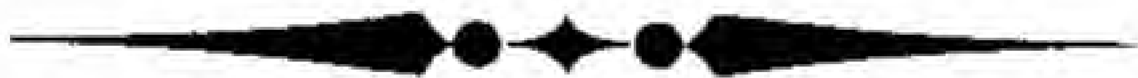
حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ صبر و تحمل، استغناء و بے نیازی اور عفو و درگزری کا وصال تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پکار پکار کر کہتے تھے کہ آج رو لو کیونکہ آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہم سے جدا ہو گیا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے نمازِ جنازہ میں شرکت فرمائی۔

واقعہ نمبر (۱۰۰):

جائے مدفن

صحیح روایات کے مطابق حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی مگر مدینہ کے گورنر مروان نے سخت مخالفت کی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



کتابیات

۱۔ قرآن مجید
۲۔ سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ از امام ابن کثیر
۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب از محمد اشرف شریف
۴۔ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم از علامہ عبد المصطفیٰ از ہری
۵۔ تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی
۶۔ اقوالِ اولیاء از فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ کشف المحجوب از حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ شہادت نواسہ سید الابرار از حضرت مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی
۹۔ تذکرہ صحابیات از طالب ہاشمی
۱۰۔ سیرت امام حسن رضی اللہ عنہ از حبیب القادری
۱۱۔ حیاۃ الصحابہ از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ شہید کربلا از سید ابوالاسد وارثی
۱۳۔ مدحت از عاصی کرنالی
۱۴۔ سیرتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی

۱۵۔ سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ از حبیب القادری

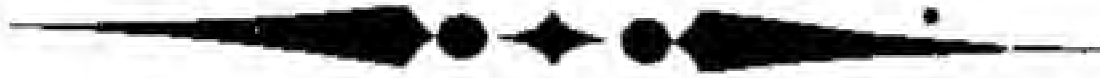
۱۶۔ سیرت امام حسن رضی اللہ عنہ از شیخ ابوالحسن قادری

۱۷۔ سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ از شیخ ابوالحسن قادری

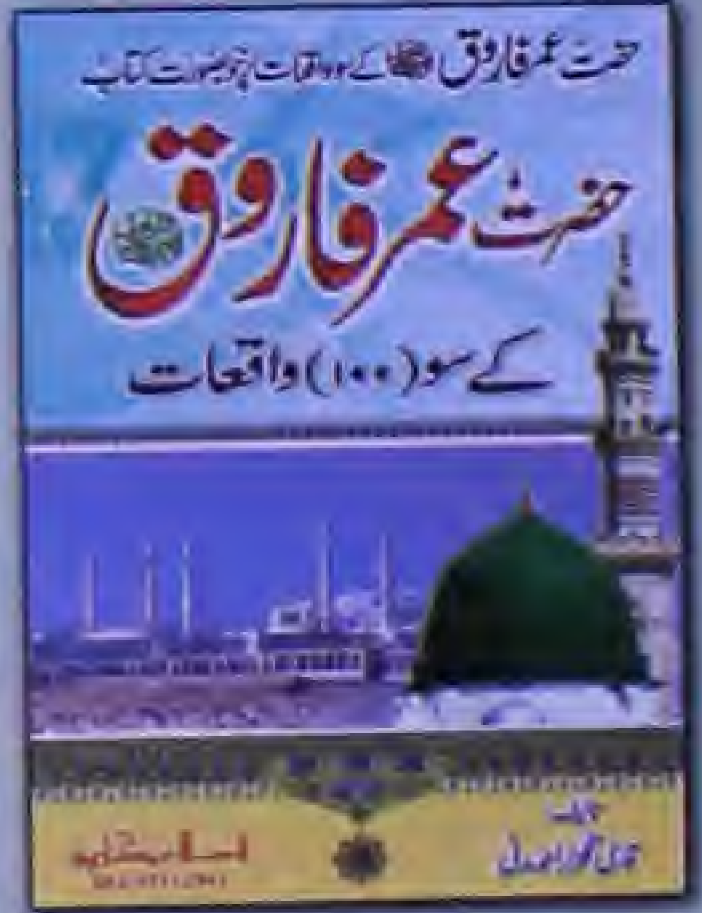
۱۸۔ حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم از علامہ عالم فقری

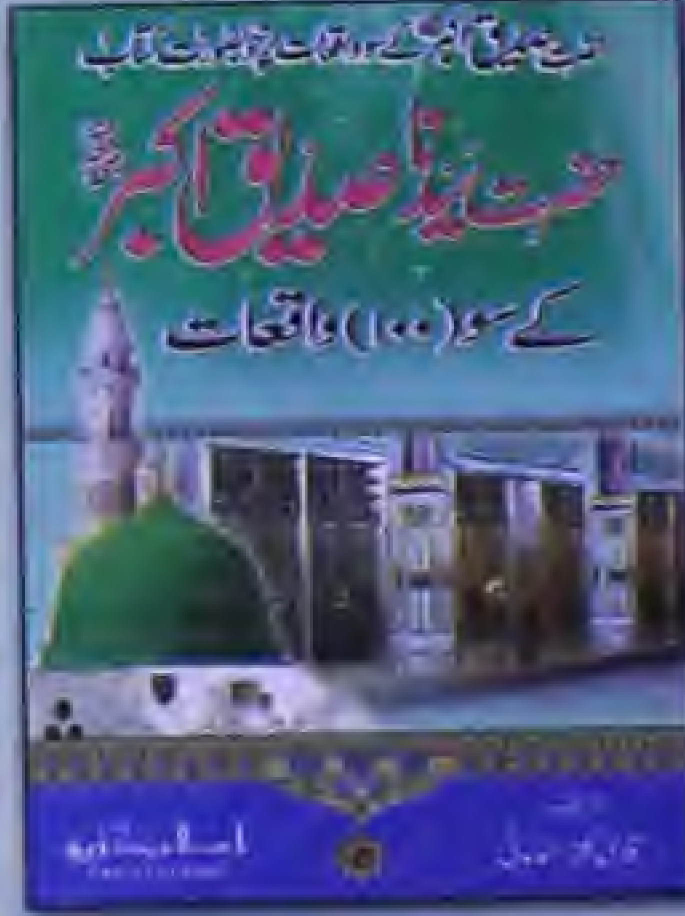
۱۹۔ کاروانِ عشق از محمد کاشف

۲۰۔ سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم از شاہ معین الدین ندوی



ہمارے ادارے کی دیگر مطبوعات
دلکش طباعت تحقیقی اور منفرد موضوعات معیار اور جدت کی علامت

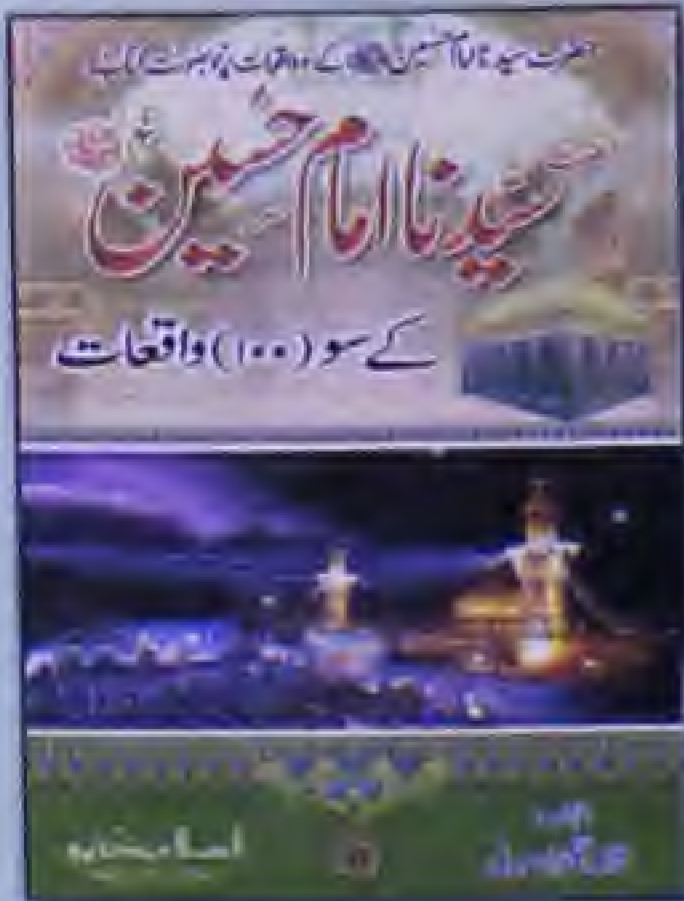




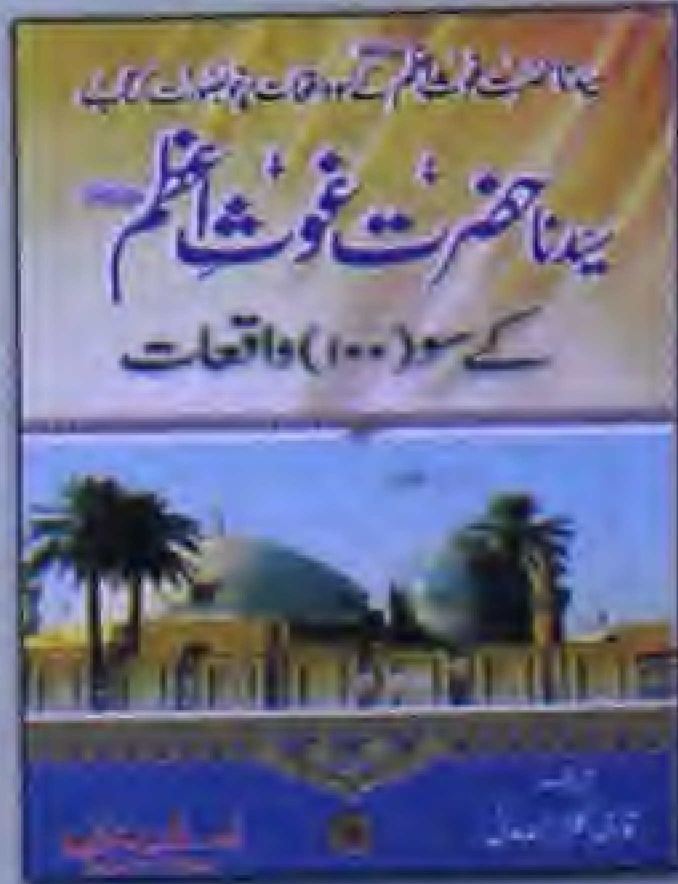


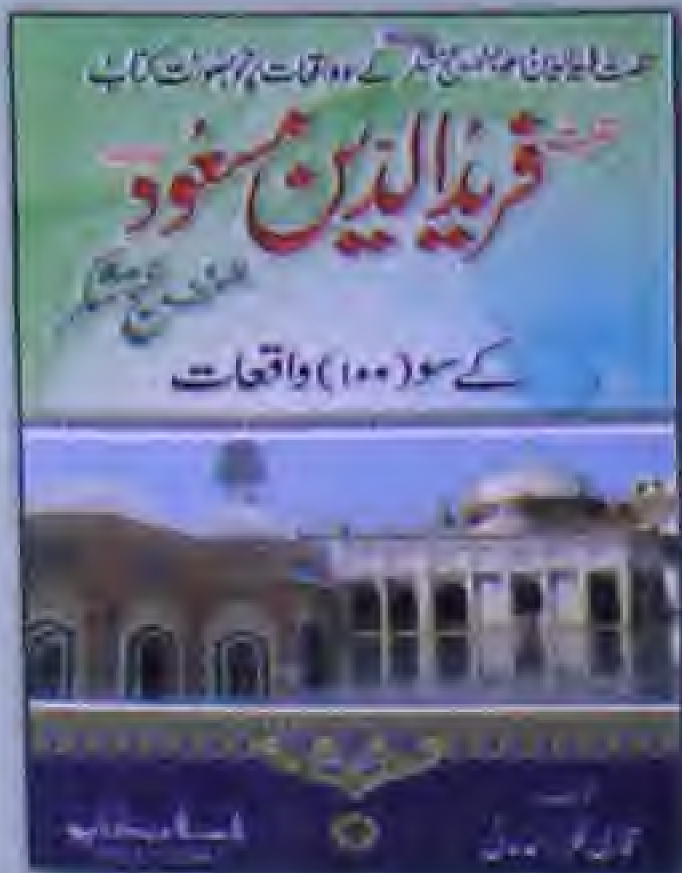












اسلام بک ڈپو ۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37112941